اس تربیتی نصاب کے تمام حقوق رورل میڈیا نیٹ ورک پاکستان کے نام محفوظ ہیں۔اس کے کسی باب، حصے،یا اقتباس کو کسی بھی مقصد کے لئے باقاعدہ تحریری اجازت بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔

(ادارہ)

رورل میڈیا نیٹ ورک نے یونیسکو کے تعاون سے شائع کیا

میری رائے

پاکستان میں برقی ذرائع ابلاغ کی ترویج کے ساتھ ہوا تو یہ چاہیئے تھا کہ پرنٹ میڈیا کو بھی نئی توانائی ملتی لیکن اگر ہم گزشتہ ایک عشرے کے ریکارڈ پر نظر ڈالیں تو اطمینان کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں الیکٹرانک میڈیا کا پھیلاؤ تیزی کے ساتھ ہوا۔ہر چینل کو نیوز ٹیلینٹ کے لئے پیشہ ور صحافیوں کی ضرورت تھی دوسری طرف صحافیوں کو بہتر مراعات کی خواہش تھی۔چنانچہ تجربہ کار صحافیوں کی ایک خاصی بڑی تعداد پرنٹ میڈیا کو چھوڑ کر الیکٹرانک میڈیا میں چلی گئی۔اس سے چینلوں کی فوری ضروریات تو پوری ہو گئیں مگر اخبارات کے نیوز رومز بحرانی کیفیت سے دوچار ہو گئے۔یہ کمی نوآموز صحافیوں سے پوری کی گئی۔اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔آج پرنٹ میڈیا میں اگر ہم کوئی خلا محسوس کرتے ہیں تو اس کی بڑی وجہ تجربہ کار صحافیوں کی کمی ہے۔یہ کمی پوری ہونے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔

اصولی طور پر یہ میڈیا مالکان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہر شعبے میں کام کرنے والے عملے کے لئے جدید تربیت کا انتظام کریں۔صحافیوں کے لئے خواہ ان کا تعلق ایڈیٹنگ سے ہو یا رپورٹنگ سے،اس قسم کی تربیت کی شدید ضرورت ہے۔اخبارات میں بے شمار خبریں ایسی ہوتی ہیں جن کو پڑھ کر سر فخر سے بلند نہیں کیا جا سکتا۔صحافیوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے subject کے بارے میں مسلسل پڑھتے رہیں تا کہ جدید رجحانات سے پوری طرح آگاہ رہیں۔یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم کی اپنی جگہ بہت اہمیت ہے مگر ہمارے معاشرے میں یہ عادت بہت عام ہو چکی ہے کہ ہم ڈگری لینے کے بعد کتابوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔یقیناً سب لوگ ایسا نہیں کرتے بلکہ مطالعہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں جس سے انھیں ہمیشہ رہنمائی ملتی ہے۔

صحافی کا بنیادی کام اطلاعات کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔یہ کام سو فیصد سچائی،دیانتداری اور غیر جانبداری کا تقاضا کرتا ہے۔اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ ہم جو اطلاعات لوگوں تک پہنچا رہے ہیں ان کا ابلاغ اس انداز میں ہو کہ پڑھنے والے انھیں صحیح طریقے سے سمجھ سکیں۔اخبار پڑھنے والے سب لوگوں کی ذہنی سطح ایک جیسی نہیں ہوتی۔یہ کام اگر آسان اور سادہ طریقے سے ہو گا تو پڑھنے والوں کو مشکل نہیں ہو گی۔خبر ایک مخصوص ڈھنگ سے بنائی جاتی ہے۔اس میں بہت سی پیچیدگیاں اور باریکیاں مضمر ہیں۔اس کا ایک ایک لفظ،ان کا انتخاب،ان کی ترتیب،اور پھر ان کے استعمال سے تشکیل پانے والا لہجہ،سب کی اپنی جگہ ایک خاص اہمیت ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں ایسے صحافیوں کی کمی نہیں جن کی لکھی ہوئی خبر پر یوں گمان ہوتا ہے گویا لفظ نہیں موتی پروئے ہوئے ہیں۔سرسری سی نظر ڈالنے سے پوری خبر سمجھ میں آ جاتی ہے۔بڑے سے بڑا نیوز ایڈیٹر بھی باوجود کوشش کے ان کی خبر کے ایک لفظ کو بدل نہیں سکتا۔مگر دوسری طرف ایسے دوستوں کی بھی کمی نہیں جن کی بنی ہوئی خبریں پڑھ کر سوائے موڈ خراب کرنے کے اور کچھ نہیں ملتا۔

چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے صحافیوں کی اکثریت جامعات سے فارغ التحصیل نہیں ہوتی۔ہمارے یہ ساتھی شوق کی خاطر صحافت کی طرف آتے ہیں۔دن بھر ملازمت یا کوئی دوسرا چھوٹا موٹا کاروبار کر کے اپنی روزی کماتے ہیں اور خبریں بھی ڈھونڈتے رہتے ہیں اور پھر اپنی سی بہترین کوشش کر کے انھیں لکھتے ہیں اور اپنے اخبار کے دفتر بھیجتے ہیں۔ان کا یہ جذبہ قابلِ تعریف ہے۔

احسان احمد سحر صاحب نے جب اس تربیتی نصاب کا ذکر کیا اور اس کا "پیش لفظ" لکھنے کے لئے کہا تو مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس مختصری کتاب میں کیا ہے مگر جب مجھے ای میل سے نصاب کا مکمل ٹیکسٹ ملا اور میں نے اس کا مطالعہ کیا تو خوشگوار حیرت ہوئی۔یہ نصاب صرف چھوٹے یا کم ترقی یافتہ شہروں کے صحافیوں تک محدود نہیں سمجھنا چاہیئے۔اخبار سے وابستہ ہر صحافی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔اس میں ہر وہ بات بتا دی گئی ہے بلکہ اچھی طرح سے سمجھا دی گئی ہے جو ہمارے لئے بنیادی تعلیم کی حیثیت رکھتی ہے۔اس نصاب کو پڑھنے کے بعد بھی اگر کوئی صحافی ٹھیک سے خبر نہ بنا پائے تو پھر ہم اس کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں۔

رورل میڈیا نیٹ ورک پاکستان کی اس گراں قدر کاوش کی جتنی بھی تعریف اور قدر کی

جائے وہ کم ہوگی۔جن دوستوں نے ابھی میدان صحافت میں قدم رکھا ہے اس نصاب سے ان کی ہمہ گیر تربیت اور رہنمائی آسان ہوگئی ہے اور جو لوگ پہلے سے اس پیشے کے ساتھ وابستہ ہیں وہ اس کے مطالعہ سے اپنی صلاحیتوں میں نکھار لا سکتے ہیں۔اسی قسم کی بے لوث کوششوں سے ہم صحافت کے معیار کو بہتر بنا سکتے ہیں۔میں RMNP کے اس مشن کی کامیابی اور ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔

a-sethi-2009-12-1-.
not found.

نجم سیٹھی

ایڈیٹر انچیف

فرائیڈے ٹائمز۔لاہور

ترتیب

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	باب-1 "News" کا تاریخی پس منظر	5
2	باب-2 خبر کیا ہے؟	7
3	باب-3 خبر کی اہمیت جانچنے کا طریقہ	9
4	باب-4 کون سے واقعات خبر بنتے ہیں؟	14
5	باب-5 انسانی حقوق پر نظر رکھنا	17
6	باب-6 مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی خبریں	19
7	باب-7 خبر کیسے لکھی جاتی ہے۔شرائط اور تقاضے	24
8	باب-8 خبر حاصل کرنے کا ایک مفید ذریعہ	29
9	باب-9 اخلاقیات صحافت	34
10	باب-10 قانون اور صحافی	37
11	باب-11 انٹرویو کرنے کا فن	39
12	باب-12 ریفرنس اور ریکارڈ کی اہمیت	41
13	باب-13 آزادی صحافت کا تحفظ	42

باب-1

"News" کا تاریخی پس منظر

News(خبر) حالات حاضرہ کے بارے میں منتخب اطلاعات کا ابلاغ ہے جو اخبارات نشریاتی اداروں اور انٹرنیٹ سے پیش کی جاتی ہیں۔کہا جاتا ہے کہ 14ویں صدی عیسوی میں News کو New کی جمع کے طور پر استعمال کیا گیا۔فرانسیسی، جرمن ، Czechاور Slovak زبانوں میں اس سے مماثل الفاظ ملتے ہیں۔مثال کے طور پر Neues,Newes اور Nouvelles۔ایک اور قدیم تصور یہ بھی ہے کہ یہ کائنات کی چار سمتوں North,East,Westاور South کا مخفف ہے۔اس سے قطع نظر کہ News کا لفظ کیسے تشکیل پایا انسان پچھلے چار سو سال سے خبریں پڑھتا چلا آرہا ہے۔اخبارات اپنی ابتدائی شکل میں 1605ء میں شائع ہونا شروع ہوئے۔جو ابتدا میں A-4 سائز کے دو صفحات پر مشتمل تھے۔ان میں دو چار سرکاری بیانات ہوتے تھے جو چھاپہ خانے (پرنٹنگ پریس) والوں کو دے کر کہا جاتا تھا کہ انھیں لوگوں میں بانٹ دو۔پھر یہ دو سے چار صفحات ہوگئے پھر ان کا سائز بھی بڑا ہوتا گیا اور عام خبریں بھی شائع ہونے لگیں۔

دنیا کی پہلی باضابطہ خبر رساں ایجنسی ہونے کا اعزاز ایجنسی فرانس پریس (AFP) کو حاصل ہے جسے 1835ء میں چارلس لوئس ہواس نے قائم کیا تھا۔وہ پیشے کے اعتبار سے مترجم اور ایڈورٹائزنگ ایجنٹ تھا۔چنانچہ یہ بحث بہت پرانی ہے کہ خبر کس طرح لکھی جانی چاہیئے،اور اس میں کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔(Wikipedia)ہمارا موضوع بھی یہ ہے کہ خبر کی حدود کیا ہیں،کون سا واقعہ خبر کی تعریف میں آتا ہے اور کون سا واقعہ اس تعریف سے باہر شمار کیا جائے گا،ایک رپورٹر کو خبر بناتے وقت کن بنیادی پہلوؤں کو ذہن میں رکھنا چاہیئے اور خبر میں معلومات کی ترتیب کس طرح ہونی چاہیئے۔

اخبارات میں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں خبریں شائع ہوتی ہیں جن کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہوتا ہے۔انگریزی زبان کے اخبارات کو چھوڑ کر جو خبر کے فنی پہلوؤں کا عام طور سے

بڑی حد تک خیال رکھتے ہیں، اردو اخبارات کی صورت حال یکسر مختلف ہے جن میں ایسی خبریں بہت کم نظر آتی ہیں جو بنیادی شرائط پر پوری اترتی ہوں۔

اس تربیتی نصاب میں "News Writing" کے حوالے سے جو معلومات فراہم کی جائیں گی ان کو پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ اخبارات میں روزانہ بے شمار خبریں ایسی ہوتی ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔ صفحہ اول اور آخر پر شائع ہونے والی اہم ترین خبریں بھی اپنی کنسٹرکشن کے لحاظ سے انتہائی کمزور اور مندرجات کی ترتیب کے اعتبار سے ناقابل فہم ہوتی ہیں۔ یہ خبریں لیڈ یا انٹرو سے عاری ہوتی ہیں اور جب تک پوری خبر پڑھ نہ لی جائے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہر اخبار میں خواہ اس کی تعداد اشاعت کم ہے یا زیادہ تحریر کے لحاظ سے غیر معیاری خبروں کی بھرمار ہوتی ہے۔ اندرونی صفحات پر شائع ہونے والی خبریں تو بعض اوقات ایسا صحافتی "شاہکار" ہوتی ہیں کہ سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے۔ چائے کا پورا کپ ختم ہو جاتا ہے مگر خبر کا جملہ ختم نہیں ہوتا۔ ایک جملے میں پچاس ساٹھ لفظوں کا استعمال (بعض صورتوں میں 70 تک) اب ایک عام روش ہے۔ ایسی خبریں بھی روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں جو شروع سے آخر تک صرف ایک جملے پر مشتمل ہوتی ہیں اور حجم کے لحاظ سے حیران کن حد تک طویل ہوتی ہیں۔

چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے صحافی قومی سطح کے اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کو رہنمائی کے لئے مثال کی حیثیت سے دیکھتے ہیں اور پھر اسی انداز میں خبر لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انھیں ایسا کرنا بھی چاہیئے۔ سیکھنے کا یہ ایک عام طریقہ ہے مگر آج اردو اخبارات میں ہمیں اکثر ایسی خبریں بھی نظر آتی ہیں جن کو پورے انہماک سے پڑھنے کے باوجود کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ خبر کا خالق کیا کہنا چاہتا ہے۔ عام شخص مکمل اسٹوری پڑھ لینے کے بعد خود اپنے آپ سے سوال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ "اس خبر کا کیا مطلب ہے"؟ اگر کوئی اسٹوری پڑھنے والے کی سمجھ میں آسانی سے نہ آئے تو اسے رپورٹر کی بدترین خامی سمجھا جاتا ہے۔ آج ہم روزانہ اس قسم کی لاتعداد خامیوں کے ساتھ شائع ہونے والی خبریں پڑھتے ہیں۔

باب-2

خبر کیا ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر صحافت کے کسی بھی دوسرے موضوع کے مقابلے میں سب سے زیادہ لکھا گیا ہے۔ تاہم اس کا آسان جواب یہ ہے کہ ہر وہ بات خبر ہے جس سے پڑھنے والے کو دلچسپی ہو۔ لیکن

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ پڑھنے والوں کو بعض ایسی باتوں سے بھی دلچسپی ہو سکتی ہے جنھیں اخلاقی پابندیوں کی وجہ سے خبر کا موضوع نہیں بنایا جا سکتا۔ چنانچہ اس تعریف کو اس ترمیم کے ساتھ قبول کیا جائے گا کہ ہر وہ بات خبر ہے جس سے لوگوں کو دلچسپی ہو بشرطیکہ اس سے ہماری اخلاقی قدریں پامال نہ ہوں اور شائستہ ذوق متاثر نہ ہو۔ اس لئے ہر معاشرے میں خبر کی تعریف کا جزوی تعلق وہاں کی معاشرتی قدروں سے ہوتا ہے۔ اور ہر معاشرے میں صحافی ان قدروں کا خیال رکھتے ہیں۔

زندگی مسلسل اور بے ہنگم واقعات کا ایک جنگل ہے۔ صبح سے رات تک مختلف واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ صحافی ہر روز ان بے خدوخال واقعات کے چہرے خبروں کی صورت میں تراش کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بہت سے واقعات کم اہم ہونے کی وجہ سے خبر کا موضوع نہیں بن پاتے حالانکہ کمیونٹی کی سطح پر وہ بھی خبر ہوتے ہیں۔ خبر کی دلچسپی ہی اس کی اہمیت کو کم یا زیادہ کرتی ہے۔ درج ذیل تین واقعات پر غور کیجئے جو اس کی مثال ہیں:

1- بس میں سوار ایک نوجوان کی جیب کٹ گئی ـــــــــ سینما گھر میں ٹکٹ خریدنے کے لئے قطار میں کھڑے ایک شخص کی جیب کٹ گئی ـــــــــ قومی اسمبلی کی وزیٹرز گیلری میں ایک مہمان کی جیب کٹ گئی۔

2- ایک 25 سالہ شخص کی 20 سالہ لڑکی سے شادی ـــــــــ ایک 55 سالہ شخص کی 15 سالہ لڑکی سے شادی۔

3- تیز رفتار کار کی زد میں آکر ایک بلی کچلی گئی ـــــــــ تیز رفتار کار کی ٹکر سے ایک راہگیر ہلاک۔

یہ تمام واقعات کمیونٹی کی سطح پر خبر ہیں لیکن آپ کا جواب یقیناً یہ ہوگا کہ قومی اسمبلی کی

وزیٹرز گیلری میں مہمان کی جیب کا کٹنا، پندرہ سالہ لڑکی سے 55 سالہ شخص کی شادی اور کار کی ٹکر سے راہگیر کی ہلاکت زیادہ خبری اہمیت کے حامل واقعات ہیں۔

مختلف معاشروں میں ایک جیسے واقعہ میں دلچسپی کی سطح مختلف ہو سکتی ہے اور اس کا ذکر بھی مختلف انداز میں کیا جائے گا۔ اگر مویشیوں کے کسی باڑے کی دیوار گرنے سے ایک گائے اور ایک محافظ کتا مر جاتا ہے تو ان دونوں جانوروں میں سے کس کو اہم شمار کیا جائے گا؟ ہر معاشرے میں اس کا ایک جیسا جواب نہیں ملے گا۔ کہیں گائے کے نقصان کو اہمیت حاصل ہوگی جو ذریعہ آمدنی تھی اور کسی معاشرے میں کتے کے نقصان کو اہم سمجھا جائے گا جو ایک قیمتی جانور تھا اور دن رات مویشیوں کی حفاظت کرتا تھا۔

باب-3

خبر کی اہمیت جانچنے کا طریقہ

کسی واقعہ کی خبری اہمیت پرکھنے کے لئے چار اہم ترین اصول ہیں:

☆ کیا یہ واقعہ نیا ہے؟

☆ کیا اس میں کوئی غیر معمولی بات ہے؟

☆ کیا یہ دلچسپی اور اہمیت کا حامل واقعہ ہے؟ اور

☆ کیا اس کا تعلق عام لوگوں سے ہے؟

ان چار اصولوں کی مختصر وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے:

کیا یہ واقعہ نیا ہے؟۔اگر یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے تو پھر یہ خبر کا موضوع نہیں بن سکتا۔محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کا واقعہ غیر معمولی، دلچسپی کا حامل، اہم اور عام لوگوں سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود کل صبح ان کے قتل کی خبر کو کوئی اخبار شائع نہیں کرے گا کیونکہ یہ واقعہ اب نیا نہیں ہے۔تا ہم اگر اس سیاسی قتل کے بارے میں بعض حقائق پہلی بار سامنے آئے ہیں تو یہ خبر ہوگی۔خود قتل کا واقعہ نیا نہیں ہوگا بلکہ اس حوالے سے ملنے والی اطلاعات نئی ہوں گی۔اسی طرح اس قتل سے کئی روز یا کئی ہفتے قبل بھی اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تھا جس کا اس قتل کے ساتھ کوئی تعلق تھا تو وہ آج بھی خبری اہمیت کا حامل ہوگا۔اگر آپ کوئی اسٹوری پہلی بار دے رہے ہیں تو وہ پڑھنے والوں کے لئے نئی ہے اس لئے وہ خبر ہوسکتی ہے۔اس ضمن میں یہاں ایک اور مثال دی جاسکتی ہے۔چین کی حکومت نے اپنے عظیم رہنما ماؤزے تنگ کی موت کی خبر کئی روز تک روکے رکھی مگر جب اس کا اعلان ہوا تو یہ خبر دنیا بھر کے اخبارات کی شہ سرخی بنی۔کئی روز گزر جانے کے باوجود یہ خبر نئی تھی۔

کیا اس میں کوئی غیر معمولی بات ہے؟۔واقعات ہر وقت رونما ہوتے رہتے ہیں۔بے شک وہ نئے ہوں مگر وہ سب خبر نہیں ہوتے۔ایک شخص صبح اٹھتا ہے،ناشتہ کرتا ہے اور بس میں سوار ہو کر کام پر چلا جاتا ہے۔یہ بھی اپنی جگہ ایک واقعہ ہے مگر اسے کوئی شخص نہیں پڑھنا چاہے گا کیونکہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔عام اور معمول کے واقعات کی خبری اہمیت نہیں ہوتی۔البتہ جس شخص کا

اوپر ذکر ہوا ہے اگر اس کی عمر 90 سال ہو اور وہ اپنے ناتواں جسم کے ساتھ روزانہ بس میں دھکے کھاتا ہوا اس لئے سخت مزدوری کرنے جائے کہ کوئی اس کی مدد کرنے والا نہیں ہے تو یہ غیر معمولی بات ہوگی۔

کیا اس میں دلچسپی کا کوئی پہلو ہے؟۔بعض واقعات نئے اور غیر معمولی ہونے کے باوجود عام دلچسپی کے حامل نہیں ہوتے۔مثلاً چند سائنسدانوں کی طرف سے یہ رپورٹ سامنے آتی ہے کہ جنگل میں کسی پودے پر کوئی ایسا کیڑا دریافت ہوا ہے جو نہ صرف پودے کو برباد کرتا ہے بلکہ اس میں زہریلے اثرات بھی پیدا کرتا ہے۔آج تک کسی کو اس کیڑے کا علم نہیں تھا تو بے شک یہ ایک نئی اور اہم دریافت ہے مگر حشرات الارض کے ماہرین کے سوا کوئی اس خبر کو دلچسپی سے نہیں پڑھے گا۔سائنسدانوں کے کسی میگزین کے لئے تو یہ ایک بڑی خبر ہوسکتی ہے مگر اخبارات میں میرٹ پر اسے دو تین سطر سے زیادہ جگہ نہیں ملے گی۔

اہمیت کا عنصر۔اب اگر اس کیڑے کے بارے میں یہ رپورٹ سامنے آئے کہ اسے دھان یا گندم کے پودے پر دیکھا گیا ہے تو یہ ایک بڑی خبر ہوگی کیونکہ اس سے انسانوں کی زندگی کے لئے خطرہ پیدا ہوسکتا ہے۔لوگوں کو کیڑوں سے دلچسپی نہیں ہوتی فصل اور خوراک سے دلچسپی ہوتی ہے۔اگر یہ کیڑا فصلوں کے لئے خطرہ پیدا کر رہا ہے تو ان کے لئے تشویش کی بات ہے اور یہی تشویش خبر کو اہم بناتی ہے۔اسی طرح اگر کوئی ٹیچر یہ کہتا ہے کہ والدین بچوں کو ننگے سر اسکول نہ بھیجیں ورنہ دھوپ سے وہ بیمار ہوجائیں گے تو یہ خبر نہیں ہے۔اگر یہی بات کسی میڈیکل یونیورسٹی کا سربراہ کہے تو یہ خبر ہے کیونکہ عہدے کی مناسبت سے اس کی کہی ہوئی بات کی زیادہ اہمیت ہے۔

عام لوگوں سے تعلق۔زیادہ تر خبروں کا تعلق فطری طور پر انسانوں سے ہوتا ہے،اس دنیا میں آنے والی ہر تبدیلی کا محور انسان ہے۔تمام Hard اور Soft News انسانوں کے گرد گھومتی ہیں۔اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ انسان ہی خبروں کا سب سے بڑا ذریعہ ہے تا ہم غیر انسانی ذرائع سے بھی خبر بن سکتی ہے،ایسی خبروں کے لئے سمندری طوفان،جنگل میں بھڑک اٹھنے والی آگ،خشک سالی یا کسی آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے کی مثال دی جاسکتی ہے۔لیکن ایسی خبروں کے لئے بھی جنہیں ہم قدرتی واقعات کہتے ہیں اس امر کو یقینی بنانا بہت اہم ہوتا ہے کہ ان کا محور انسان ہی

ہو۔اور اگر ان واقعات کے نتیجے میں انسانی زندگی متاثر نہیں ہوگی تو ان کی خبری اہمیت نہیں ہوگی۔

مثال کے طور پر ایسا سمندری طوفان ہماری توجہ کا مرکز نہیں بنے گا جو انسانی آبادی والے جزائر سے سینکڑوں میل دور سمندر کے اندر ہی تحلیل ہوجائے۔اسی طرح کسی ایسے جنگل میں جس کے آس پاس کوئی آبادی نہیں ہے بے شک ایک ماہ تک آگ بھڑکتی رہے یہ اخبارات کی توجہ حاصل کرنے سے قاصر رہے گی۔صحارا کا علاقہ مسلسل خشک سالی کا شکار رہتا ہے مگر وہاں کوئی آبادی ایسی نہیں جس کا انحصار بارش پر ہو۔اگر کسی آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے یا زلزلہ آنے سے کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوتا تو اس سے کوئی چونکا دینے والی خبر نہیں بنے گی۔ان تمام مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خبر کا انسانی پہلو ہی اسے اہم یا غیر اہم بناتا ہے۔اس قسم کی تمام قدرتی آفات صرف اس وقت خبر بنتی ہیں جب وہ انسانی زندگی پر اثر انداز ہوں۔ہر خبر انسانوں کے حوالے سے اہم اور غیر اہم ہوتی ہے۔ ایک فوکر طیارے کے حادثے میں 12 افراد کی ہلاکت ایک C-130 طیارے کے حادثے میں تین افراد کی ہلاکت کے مقابلے میں بڑی خبر ہوگی حالانکہ جسامت میں C-130 طیارہ فوکر طیارے سے بہت بڑا ہوتا ہے۔کسی واقعہ کے نتیجہ میں انسانوں کے لئے پیدا ہونے والے مصائب کو خبر میں مالی نقصان پر فوقیت حاصل ہوگی۔

ایک اور چھوٹی سی مثال:

1- کیٹی بندر کے ساحلی علاقے میں سمندری طوفان کے نتیجہ میں 17 مکانات تباہ ہو گئے۔

2- کیٹی بندر کے ساحلی علاقے میں سمندری طوفان کے نتیجے میں ایک سو افراد بے گھر ہوگئے۔

سمندری طوفان کے نتیجے میں 17 مکانات کی تباہی سے خبر شروع کرنا غلط ہے۔ایک سو افراد کا بے گھر ہوجانا زیادہ اہم ہے۔

عام لوگوں کی دلچسپی کے معاملات۔والدین اپنے بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت کے خواہاں ہوتے ہیں۔کسی شخص نے اپنی آمدنی میں سے کچھ رقم بچا رکھی ہے اور وہ اپنے لئے چھوٹا سا مکان خریدنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔کوئی شخص اپنی بیمار ماں کے علاج پر اٹھنے والے اخراجات سے

پریشان ہے۔کوئی نوجوان اس وجہ سے افسردہ ہے کہ وہ تعلیم مکمل کر چکا ہے اور اسے ملازمت نہیں مل رہی۔کسی کی جائیداد کا مقدمہ برسوں سے عدالت میں چل رہا ہے اور فیصلہ نہیں ہو پا رہا۔ایسے لا تعداد مسائل ہمیں روزانہ سننے کو ملتے ہیں۔ان خبروں کا تعلق افراد کی ذاتی دلچسپی سے ہوتا ہے جنھیں وہ ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور اپنے جیسے دوسرے لوگوں کے بارے میں

بھی سوچتے ہیں۔چنانچہ معاشرے کے ایسے مسائل کے بارے میں خبریں جو ایک بڑے طبقے کو متاثر کرتی ہیں ان خبروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ جاندار ہوتی ہیں جن کا تعلق محض چند لوگوں سے ہوتا ہے۔ایک بہتر رپورٹر اپنی ریڈر شپ کو ہمیشہ مدِنظر رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنی خبر کا ہدف بنائے۔

خبریں کیسے حاصل کی جاتی ہیں۔بہت سی خبریں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں حقیقی معنوں میں بغیر کسی کوشش کے مل جاتی ہیں۔ان میں سرکاری ہینڈ آؤٹ،مختلف تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کے پریس ریلیز شامل ہوتے ہیں جنھیں بھیجنے والے اپنی پسند کے مطابق تیار کرتے ہیں۔اگر یہ خبریں صحیح معنوں میں دلچسپی کی حامل ہوں اور معلومات کی حیثیت بھی رکھتی ہوں تو ان کو شائع کرنا عام لوگوں کے مفاد میں ہوتا ہے تا کہ سوسائٹی کو ان ٹھوس حقائق سے آگاہ رکھا جا سکے جو ملک میں رونما ہو رہے ہیں۔

صحافی کی حیثیت سے یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اشاعت کے لئے صرف دلچسپ اور اطلاع کا درجہ رکھنے والی خبروں کو منتخب کیا جائے اور باقی کو چھوڑ دیا جائے۔خبروں کی سلیکشن میں ذاتی تعلقات اور ذاتی پسند ناپسند کی ہرگز کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔اس کے باوجود ہم ہر روز اخبارات میں بور کر دینے والے الفاظ پر مشتمل اور دلچسپی سے عاری درجنوں خبریں دیکھتے ہیں جو "فیور" کی دُہائی دے رہی ہوتی ہیں۔یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ میڈیا کے تین بڑے اسٹیک ہولڈر مالکان،صحافی اور قارئین یا ناظرین ہیں۔مالکان اخبار بیچ کر منافع کماتے ہیں،صحافی اپنے کام کا معاوضہ لیتے ہیں،اور ریڈر جو عام آدمی ہے قیمت ادا کر کے اخبار خریدتا ہے۔مالک ہر قدم پر اپنے مفاد کا خیال رکھتا ہے،صحافی بھی اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اس کا اسٹیک متاثر نہ ہو۔تیسرے فریق یعنی قارئین اور ناظرین کے اسٹیک کا خیال اول الذکر دونوں فریقوں نے رکھنا ہے۔ان کا مفاد یہ ہے

کہ ان تک مکمل سچائی اور غیر جانبداری کے ساتھ اطلاعات پہنچائی جائیں اور ایسی خبریں نشر اور شائع کی جائیں جو ان کے لئے دلچسپی کی حامل ہیں۔انھیں ایسی خبروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی جو مالکان یا صحافی محض کسی کو خوش کرنے کے لئے شائع کرتے ہیں۔

کچھ خبریں ایسی ہوتی ہیں جنھیں صحافی اپنی تگ ودو سے تلاش کرتے ہیں تا کہ ان سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔ان میں حکومت کی بعض پالیسیاں اور ایسے فیصلے شامل ہو سکتے ہیں جن کا عنقریب اعلان ہونے والا ہو۔یا کسی سیاسی جماعت کی حکمت عملی جو تبدیل ہونے والی ہو۔بدلتے ہوئے سیاسی حالات،سیاسی جوڑ توڑ،معاشی کامیابیاں اور ناکامیاں اور امن وامان کی صورت حال کے بارے میں خبریں گھر بیٹھے نہیں ملتیں ان کے لئے خاصے جتن اور بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے۔جو صحافی اس محنت کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں آگے چل کر ان کے لئے آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ان کے لئے یہ کہاوت استعمال ہوتی ہے کہ "خبر خود چل کر ان کے پاس آتی ہے"۔ہمارے آس پاس بہت سے لوگوں کے سینے میں خاصے راز دفن ہوتے ہیں۔وہ خود سے کوئی کہانی لکھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ذہین صحافی کمال ہوشیاری کے ساتھ ان رازوں کی تہہ تک پہنچتا ہے اور چونکا دینے والی خبر نکال لیتا ہے جو غیر معمولی دلچسپی کی حامل ہوتی ہے۔

14

باب-4

کون سے واقعات خبر بنتے ہیں؟

خبر کے بنیادی اجزا کے بارے میں ہم بڑی حد تک جان چکے ہیں۔اب ہم ان واقعات کا ذکر کریں گے جو خبر کا موضوع بنتے ہیں۔یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ خبر کا مرکز ومحور انسان ہے۔ذیل میں ان شعبوں کا ذکر کیا گیا ہے جہاں سے ہمیں زیادہ تر خبریں ملتی ہیں۔بڑے شہروں میں یا جہاں سے اخبارات شائع ہوتے ہیں خبروں کی مناسب کوریج کے لئے زیادہ رپورٹرز کی ضرورت ہوتی ہے جنھیں مختلف شعبے یا Beats دے دی جاتی ہیں اور ہر رپورٹر اپنے شعبے یا شعبوں کی خبروں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔مگر چھوٹے شہروں اور دیہی علاقوں میں تمام شعبوں کی خبروں کو کور کرنے کے لئے ایک یا دو رپورٹر ہوتے ہیں۔اس لئے دیہی علاقوں میں کام کرنے والے صحافیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر شعبے کی خبر حاصل کرنے میں مہارت رکھتے ہوں اور اس کے بنیادی اصولوں کو سمجھتے ہوں۔

تنازعات

تنازعات خواہ وہ مختلف گروپوں کے درمیان ہوں،ان کی نوعیت قبائلی ہو یا کسی گروپ کا حکومت کے ساتھ کوئی جھگڑا ہو ان کی خبروں کی بہت زیادہ قومی اور بین الاقوامی اہمیت ہوتی ہے۔مثلاً شمالی علاقوں اور بلوچستان کی صورت حال تنازعات میں شمار ہوگی کیونکہ ان دونوں علاقوں میں تنازع حکومت کے ساتھ ہے جبکہ کراچی میں مختلف گروپوں کے درمیان تنازع ہے۔ہمارے ہاں مختلف قبائل کے درمیان اراضی کی ملکیت کے تنازع پر تصادم ہوتے رہتے ہیں اور دونوں طرف کا جانی نقصان بھی ہوتا ہے۔احتجاج اور ہڑتالیں بھی تنازع کی تعریف میں آتی ہیں اور ان کی اپنی سیاسی اہمیت ہوتی ہے یہ خبریں عوام کے لئے تشویش کی حامل ہوتی ہیں۔عام آدمی انھیں دلچسپی سے پڑھتا ہے۔

قدرتی آفات اور حادثات

آندھی، طوفان، شدید بارش، سیلاب، ٹرینوں اور بسوں کے حادثات۔ زلزلے یا کسی بچے کے کنوئیں، نہر یا نالے میں گر جانے جیسے انسانی المیے لوگوں کے لئے توجہ کا باعث ہوتے ہیں اور یہ اپنے اندر تشویش کا پہلو لئے ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو سیاست سے بہت زیادہ شغف نہیں ہوتا وہ اخبار میں ایسی ہی خبروں کو تلاش کرتے ہیں۔ 2010ء کے سیلاب نے پاکستان کے چاروں صوبوں میں شدید تباہی مچائی تھی۔ میڈیا نے اس سیلاب کی بڑی تفصیل کے ساتھ کوریج کی مگر یہ بہت زیادہ متنازع کوریج ثابت ہوئی اس کی بنیادی وجہ رپورٹرز میں سیلاب جیسی بڑی قدرتی آفت کو کور کرنے کی بنیادی ٹیکنیک کا فقدان تھا۔ وہ یا تو مکمل طور پر بیوروکریسی کے سفید جھوٹ پر انحصار کرتے رہے یا ان بڑے جاگیرداروں کے بیانات کو اپنی خبروں کی بنیاد بناتے رہے جن کی فصلوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا تھا۔ سچائی اور حقیقت کا عنصر رپورٹنگ کے دوران بہت کم نظر آیا۔

تعمیر و ترقی کے منصوبے

ترقی پذیر ملکوں میں کوئی بھی ترقیاتی کام خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ منصوبے اربوں روپے کی لاگت سے مکمل ہوتے ہیں اور ان کا تعلق لاکھوں افراد کی زندگی میں تبدیلی سے ہوتا ہے۔ اگر کہیں بہت بڑا ہسپتال تعمیر ہوا ہے تو اس سے لوگوں کو علاج معالجے کی سہولتیں حاصل ہوں گی۔ اور اگر کوئی اسکول یا کالج تعمیر ہوا ہے تو اس سے لوگوں کی زندگی میں تبدیلی آئے گی۔ اگر کہیں ٹیکنالوجی کا ادارہ قائم ہوا ہے تو یہ بھی علاقے کی خوشحالی کی نوید ہے اس سے علاقے میں نئی ٹیکنالوجی آئے گی اور لوگوں کا رہن سہن بدلے گا۔ نئی سڑکیں اور آبپاشی کی اسکیموں کا تعلق بھی براہِ راست عام آدمی کی زندگی سے ہوتا ہے۔ اس سے مقامی معیشت کی ترقی کے لئے نئی راہیں کھلتی ہیں۔ جتنا اہم یہ مثبت پہلو ہے اتنی ہی اہم بات یہ جاننا بھی ہے کہ یہ منصوبے واقعی مفادِ عامہ کے لئے تعمیر کئے گئے، فنڈز کو جائز طریقے سے استعمال کیا گیا۔ ان میں کوئی بدعنوانی نہیں کی گئی اور ان سے درحقیقت وہی مقاصد حاصل ہوں گے جو منصوبہ بندی کرنے والوں کے ذہن میں تھے۔ اس قسم کی خبروں کی بین الاقوامی اہمیت بھی ہوتی ہے کیونکہ بعض منصوبوں کے لئے غیر ممالک امداد دیتے ہیں۔ تاہم اس قسم کی خبریں دیتے وقت مصدقہ اطلاعات پر انحصار کرنا چاہیئے اور سنی سنائی باتوں کو خبر کی بنیاد نہیں بنانا چاہیئے۔ اگر کسی منصوبے کی تکمیل میں ناقص میٹریل کے استعمال کی شکایت سامنے

آتی ہے تو کم سے کم ایک یا دو غیر جانبدار تعمیراتی ماہرین سے ان کی رائے معلوم کر لینی چاہیئے تاکہ خبر کی تردید کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

جرائم

قتل، چوری، ڈاکہ، رہزنی، دھوکے بازی، بھتہ خوری، دوسروں کی زمین پر ناجائز قبضہ، فراڈ، راہ چلتے لوگوں سے چھینا جھپٹی، کسی خاتون کے ساتھ دست درازی، چادر اور چار دیواری کی بے حرمتی، جعلی دستاویزات کی تیاری، فون پر کسی کو ہراساں کرنا اور اس قسم کے دوسرے واقعات جرائم کی تعریف میں آتے ہیں۔ خبر کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا انحصار جرم کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ جرائم کی خبریں ہر معاشرے میں اہمیت کی حامل ہوتی ہیں جن کی بڑی احتیاط کے ساتھ رپورٹنگ کی جانی چاہیئے اور حقائق کے قریب تر رہنا چاہیئے۔ اس قسم کی خبروں میں معمولی سی بھی غلطی ملزم کے لئے سزا سے بچ جانے کا راستہ پیدا کر سکتی ہے۔ واقعہ کچھ بھی ہو اور قصور کسی کا بھی ہو اس کا فیصلہ عدالت نے کرنا ہوتا ہے۔ اور جب تک عدالت کی جانب سے فیصلہ نہ آجائے کوئی شخص مجرم نہیں بنتا وہ ملزم ہی رہتا ہے خواہ اس کے خلاف کتنی ہی ٹھوس شہادتیں کیوں نہ ہوں۔ فالو اپ اسٹوری جتنی بار بھی دی جائے گی اس میں ملزم ہی کا لفظ استعمال ہوگا اور واقعہ کے ساتھ "مبینہ طور پر" لازمی لکھا جائے گا۔ مثلاً: تین روز قبل کھوکھر محلہ میں ایک ٹیچر کے قتل کی مبینہ واردات کے ملزم ولدار خان سے تفتیش کا آغاز۔ جرائم کی خبروں میں اطلاعات کا سب سے بڑا ذریعہ پولیس ہوتی ہے تاہم قتل جیسے جرائم میں ہسپتال سے بھی اطلاعات حاصل کی جاتی ہیں جو مقتول کی پوسٹ مارٹم رپورٹ تیار کرتا ہے۔ اخلاقی جرم میں ملوث کسی اہم شخص کا مقام اور مرتبہ کچھ بھی ہو جب اس کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آر درج ہو جائے تو پھر وہ ملزم بن جاتا ہے اور اس کی تمام "خدمات" بے معنی ہو جاتی ہیں۔ جب تک عدالت اس کے بارے میں فیصلہ نہ سنا دے اسے ہیرو بنا کر پیش کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

باب-5

انسانی حقوق پر نظر رکھنا

صحافی کا ایک روایتی کردار یہ ہوتا ہے کہ وہ معاشرے میں ظلم اور جبر کی مسلسل نشاندہی کرتا ہے اور اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے جس ملک کے بڑے شہروں میں رہنے والے لوگ بھی جائز حقوق کے لئے در در کی ٹھوکریں کھائیں وہاں دیہی اور کم ترقی یافتہ علاقوں میں بنیادی حقوق کو کس طرح پامال کیا جاتا ہوگا یہ سمجھنا دشوار نہیں ہے۔ گاؤں گوٹھ میں بااثر لوگوں کا راج ہوتا ہے اور قانون کی بجائے ان کا حکم چلتا ہے۔ تھانے کچہری میں وڈیروں اور جاگیرداروں کے سفارشی لوگ بھرتی ہوتے ہیں جو بعد میں انہی کی منشا کے مطابق کام کرتے ہیں۔ یہ دیہی اشرافیہ علاقے میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں آنے دیتی جس سے ان کے مفادات پر زد پڑتی ہو۔ امرا کا یہ طبقہ انصاف کی فراہمی پر بھی حاوی ہوتا ہے اس لئے لوگوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے جھگڑوں کے فیصلے مقامی جرگوں میں کرائیں جہاں قانون کی بجائے ان کی مرضی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ عزت کے نام پر قتل یا Honor Killings ہمارے دیہی معاشرے میں عام سی بات ہے۔ یہ جرگے قتل کے فیصلے ونی کے ذریعے کرتے ہیں اور اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے باعث قانون کی گرفت سے بچے رہتے ہیں۔

پسند کی شادی کرنے پر جوان لڑکیوں کو ماں باپ کے سامنے زندہ دفن کر دینا یا انھیں خونخوار کتوں کے آگے ڈال دینا اب عام سی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ مگر باقی دنیا ایسی خبروں پر چونک جاتی ہے۔ یہ انسانی حقوق کی پامالی کی بھیانک اور بدترین مثالیں ہیں جن کے سامنے انتظامیہ بھی بے بس ہے۔ اس صورت حال پر اگر صحافی بھی خاموش رہے گا تو اس کا "Agent of the change" کا کردار صفر ہو کر رہ جائے گا۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالے۔ خطرات کے باوجود ایسے بہت سے طریقے ہیں جن پر عمل کر کے ان علاقوں کے صحافی ایسے واقعات کو رپورٹ کر سکتے ہیں۔ ایسی خبروں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے اور ان سے ہمارے معاشرے میں ظلم اور جبر کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس بارے میں جائزہ رپورٹ بھی مرتب کی جا سکتی

ہے جو الگ سے اخبار کے کسی ایڈیشن میں تفصیل سے شائع ہو سکتی ہے۔

باب-6

خبروں کی اقسام

ہمارے ہاں مذہبی خبروں کا معاملہ بے حد حساس اور سنجیدہ ہے مگر اس سے بھی زیادہ تشویشناک یہ حقیقت ہے کہ مذہبی تنظیموں کی خبروں پر کوئی ایڈیٹوریل کنٹرول نہیں ہے اور نہ یہ صوابدیدی اختیار کے کسی عمل سے گزرتی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ مذہبی خبریں لوگوں کی روزمرہ زندگی کا احاطہ کریں مگر ہمارے اخبارات میں مذہبی خبروں کا ہدف دوسروں کے مسالک اور عقائد ہوتے ہیں۔ مذہبی حوالے سے ایسی خبروں کو شائع کیا جانا چاہیئے جن کا تعلق مسلمانوں کے عام دینی مسائل اور اجتماعی بہبود و سلامتی سے ہو۔ کسی مخصوص عقیدے یا فرقے کے مذہبی اجتماع میں کتنی ہی اشتعال انگیز تقریریں کی جائیں صحافی کو غیر جانبدار رہنا چاہیئے خواہ وہ ان کے موقف کو کتنا ہی درست سمجھتا ہو۔ صحافی کا اپنا عقیدہ اس کی ذات تک محدود رہنا چاہیئے اور خبروں میں اس کی جھلک ہرگز نظر نہیں آنی چاہیئے۔ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو مملکتِ پاکستان کے شہری ہیں اور انھیں برابر کے حقوق حاصل ہیں ان کے ساتھ کوئی ناانصافی یا زیادتی بھی خبر ہے اور اس کو اہمیت دینی چاہیئے۔ اقلیتوں کے پاس اظہار کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے اگر ہم ان کی ترجمانی نہیں کریں گے تو ان کی آواز دب جائے گی۔

عدالتی خبریں

عدالتوں میں ہزاروں مقدمات زیرِ سماعت ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مقدمات ایسے ہوتے ہیں جن سے براہ راست عام لوگوں کا تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً نجی تعلیمی اداروں کی تنظیم نے کسی معقول وجہ اور پہلے سے اطلاع دیئے بغیر طلبہ کی فیس میں اضافہ کر دیا۔ کچھ بچوں کے والدین نے اس یکطرفہ فیصلے کے خلاف عدالت میں پٹیشن دائر کر دی اور استدعا کی کہ عدالت تعلیمی اداروں کے مالکان کو اس اقدام سے روکے۔ اس مقدمے میں ان تمام والدین کی دلچسپی ہوگی جن کے بچے اسکولوں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ بعض ایسی اہم شخصیات کے خلاف بھی مقدمات چل رہے ہوتے ہیں جنھیں لوگ اچھی طرح سے جانتے ہیں اس لئے مقدمے کے متوقع فیصلے سے انھیں دلچسپی

ہوتی ہے۔ جرائم کی تفتیش مکمل ہونے کے بعد ملزم کے خلاف عدالت میں چالان پیش کیا جاتا ہے اور فریقین کے وکیل گواہوں پر جرح کرتے ہیں۔ ان کی بھی خبری اہمیت ہوتی ہے کیونکہ لوگ انھیں دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ تاہم کورٹ رپورٹنگ میں بے حد احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں بہت زیادہ قانونی پیچیدگیاں ہوتی ہیں۔ عدالت میں زیرِ سماعت کیس کی کوریج کرتے وقت رپورٹر کو صرف ان حقائق کو اپنی خبر کا حصہ بنانا چاہیئے جو عدالت کے ریکارڈ میں شامل ہیں یا جو نجی بات عدالت کو بتائی گئی ہے۔ عدالت سے باہر کوئی وکیل اگر صحافی کو کوئی ایسی بات بتاتا ہے جو اس نے ابھی تک عدالت کو آن دی ریکارڈ نہیں بتائی تو وہ خبر کا حصہ نہیں بن سکتی اور اس سے گریز کرنا چاہیئے۔

سیاسی خبریں

سیاست، امورِ مملکت چلانے کی قوتِ متحرکہ ہے کیونکہ سیاسی قیادت کے فیصلے ہمارے مستقبل سے جڑے ہوتے ہیں۔ پولیٹیکل رپورٹنگ کرنے والوں کو بہت زیادہ فعال رہنا پڑتا ہے۔ وہ ملک کے سیاسی حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ سیاستدانوں کے ساتھ اعتماد کے تعلقات انھیں اس قابل بناتے ہیں کہ قبل از وقت اہم واقعات کی پیشگوئی کر سکیں۔ انھیں بین الاقوامی سیاسی حالات پر بھی گہری نظر رکھنا ہوتی ہے کیونکہ خارجی سیاسی تغیرات ہماری قومی پالیسیوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کی سرگرمیوں، جلسوں اور اجلاسوں کی خبر غیر جانبداری کے ساتھ بنانی چاہیئے۔ ملک میں اظہارِ رائے کی آزادی ہے۔ اس سے قطع نظر کہ کسی خاص معاملے پر کسی سیاسی جماعت کا موقف کیا ہے ہمیں اس کی رائے کا احترام کرنا ہوگا۔

خبر حاصل کرنے کے ذرائع ہر رپورٹر کے لئے اہم ہوتے ہیں جن کا تحفظ کیا جانا چاہیئے۔ مگر ان "مصدقہ" اور "قابلِ اعتماد" ذرائع کے حوالے سے ایسی قیاس آرائیوں سے گریز کرنا چاہیئے جن کی کوئی حقیقت نہ ہو اور اس کا مقصد محض ایک جماعت کو خوش کرنے کے لئے دوسری کو تنقید کا نشانہ بنانا یا اس پر اثر انداز ہونا ہو۔ صحافتی زبان میں ایسی خبروں کو "پلانٹڈ اسٹوریز" کہا جاتا ہے۔ آج ہم ہر روز ایسی خبریں پڑھتے ہیں جن پر تعصب اور جانبداری کی چھاپ بہت نمایاں ہوتی ہے۔ یہ صحافت کے بنیادی اصول کے خلاف ہے۔ اخبار میں تجزیے کی گنجائش بہرحال موجود ہوتی ہے مگر اسے خبر کے طور پر شائع نہیں کیا جا سکتا۔ صحافتی زبان میں ہم

کہتے ہیں کہ خبر خود بولتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ خبر کا متن پڑھ کر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کا ماخذ کیا ہے اور اسے کس مقصد کے لئے شائع کیا گیا ہے۔خبر میں کتنا بھی ہیر پھیر کیا جائے اس میں جانبداری کو چھپانا ممکن نہیں ہوتا اور جو رپورٹر غیر جانبدار نہیں ہوتا اس پر دوسری سیاسی جماعتیں اعتماد نہیں کرتیں۔یہ بات بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ سیاسی جلسے جلوسوں کی کوریج کرتے وقت حقائق کے قریب تر رہا جائے اور شریک لوگوں کی تعداد میں مبالغہ آرائی نہ کی جائے۔

احتجاج / مظاہرے

احتجاج ہر تنظیم، جماعت، ورکرز یونین یا سول سوسائٹی کے کسی بھی گروپ کا آئینی حق ہے۔احتجاج یا مظاہرہ ایک ہنگامی نوعیت کا اقدام ہوتا ہے اور یہ کوئی مستقل عمل نہیں ہوتا تاہم منظم مزدور یونینوں کا احتجاج کئی ہفتوں پر محیط بھی ہو سکتا ہے اور اس کا واحد مقصد حکومت کی توجہ اپنے مطالبات کی جانب مبذول کرانا ہوتا ہے۔ایسی خبروں کا بنیادی عنصر مطالبات ہوتے ہیں جن سے خبر بنتی ہے تاہم احتجاج کرنے والی تنظیموں کے لیڈرز اور ان کے مطالبات منظور کرنے کا اختیار رکھنے والوں کے ساتھ رابطوں کے ذریعے جامع خبر مل سکتی ہے اور دونوں فریقوں کا نکتہ نظر خبر کو متوازن بنا دے گا۔

قدرتی وسائل

قومی وسائل اور دولت کی تلاش اور تقسیم کے حوالے سے خبریں اب ہمارے ملک میں اہمیت اختیار کر رہی ہیں۔بلوچستان کے عوام وسائل پر اپنا حق چاہتے ہیں۔ہمارے ملک میں اربوں ڈالر مالیت کے وسائل موجود ہیں جن کو نکالنے کے لئے مطلوبہ ٹیکنالوجی کی کمی یا بین الاقوامی دباؤ آڑے آتا ہے۔سندھ کے علاقے تھر میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں جنھیں استعمال کیا جائے تو ہم اپنی ضروریات سے بھی زیادہ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔شمالی علاقے میں قیمتی پتھروں کے وسیع خزانے ہیں۔بلوچستان کے پہاڑ سونے اور تانبے سے بھرے ہوئے ہیں۔تیل اور گیس کی دولت اس کے علاوہ ہے ڈیرہ غازی خان اور سوات سے لے کر افغانستان کی سرحد تک کے علاقوں میں اعلیٰ قسم کا یورانیم موجود ہے جسے بعض بڑی طاقتیں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔غرض پاکستان کا کوئی ایسا علاقہ نہیں جو کسی نہ کسی قسم کی معدنی دولت سے مالا مال نہ

ہو۔اگرچہ یہ فوری نوعیت کی خبریں نہیں ہوتیں اور نہ آسانی سے ان کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں مگر ان پر کام کرتے رہنا چاہیئے اور ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ معلومات جمع کرتے رہنا چاہیئے۔اس طرح جب بھی آپ یہ خبریں دیں گے یہ صفحہ اول پر نمایاں طریقے سے شائع ہوں گی۔مختلف ادارے ایسی خبروں کو ریفرنس کے طور پر ریکارڈ میں محفوظ کر لیتے ہیں۔

اہم شخصیات

اہم شخصیات مرد ہوں یا خواتین وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔ان کے ساتھ پیش آنے والا کوئی بھی واقعہ خبر ہوتا ہے۔ان اہم شخصیات میں سیاستدان، بڑے کھلاڑی، گلوکار، ادا کار، شاعر، ادیب، مصور یا سائنسدان شامل ہیں۔عام لوگوں کو ان کی زندگی اور رہن سہن سے دلچسپی ہوتی ہے اور وہ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں۔ان کی سرگرمیوں کو لوگ شوق سے پڑھتے ہیں۔

انسانی دلچسپی کی خبریں

بعض اوقات دوسرے لوگوں کی زندگی کے ایسے دلچسپ اور غیر معمولی پہلو ہوتے ہیں جو اگرچہ پوری سوسائٹی کے لئے اہمیت کے حامل نہیں ہوتے مگر پھر بھی عام لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان کے بارے میں خبروں کو تجسس سے پڑھتی ہے۔ایسی خبروں کو انسانی دلچسپی کی خبریں کہا جاتا ہے۔مثلاً کسی غریب گھرانے کا بچہ ایسی بیماری میں مبتلا ہے جس کا علاج پاکستان میں ممکن نہیں ہے اور کچھ افراد جن کا اس کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں عطیات جمع کر کے اسے باہر بھجواتے ہیں تاکہ اس کی جان بچائی جا سکے۔یا کسی عمارت میں آگ لگنے کے بعد امدادی کارروائی کے دوران کوئی فائر مین بری طرح سے جھلس گیا اس کے باوجود وہ جلد صحت یاب ہو کر دوبارہ لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔یا کوئی شخص بچپن سے کتابیں جمع کر رہا ہے اب اس کی لائبریری میں ہزاروں کتب کا ذخیرہ ہے جن کی وہ دن بھر دیکھ بھال کرتا ہے اور لوگ ان کتابوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ایسے کردار بہت زیادہ دلچسپی کے حامل ہوتے ہیں جن کے بارے میں خبروں کو لوگ شوق سے پڑھتے ہیں اور اس سے معاشرے میں مثبت رجحانات کو فروغ ملتا ہے۔

فیصلہ کس طرح کیا جائے؟

یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ آج آپ کو کون سی اسٹوری فائل کرنی ہے نان نیوز اور نیوز کو الگ الگ کریں۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے پاس جو اطلاعات ہیں ان میں سے کوئی اطلاع خبر بن سکتی ہے تو خود سے سوال کریں:

☆ کیا اس میں نیا پن ہے؟

☆ کوئی غیر معمولی بات ہے؟

☆ اس میں لوگوں کے لئے دلچسپی کا کوئی پہلو ہے؟

☆ کوئی اہم بات ہے؟ اور

☆ کیا اس کا تعلق لوگوں سے ہے؟ اگر یہ پانچوں اجزاء اس میں موجود نہیں ہیں تو یہ لوگوں کی توجہ حاصل نہیں کر سکے گی چنانچہ یہ خبر نہیں ہے اس پر محنت کرنا بیکار ہوگا۔

باب-7

خبر کا اندازِ تحریر

خبر لکھنے کا انداز (نیوز اسٹائل) ایک ایسا فن ہے جس میں مشکل سے مشکل بات بہت سادہ لفظوں میں بیان کی جاتی ہے۔ نیوز رائیٹنگ میں نہ صرف لفظوں کے انتخاب اور جملوں کی ترتیب انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے بلکہ وہ سلیقہ بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے جس کے ذریعے خبریں، اطلاعات کو انکی اہمیت کے لحاظ سے پیش کرتی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم خبر کے ذریعے اطلاعات کو کس لب و لہجے میں پیش کر رہے ہیں اور اس خبر کو پڑھنے والے ممکنہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔ خبر لکھتے وقت اگر تین باتیں آپ کے سامنے رہیں گی تو آپ بڑی حد تک بہتر خبر بنائیں گے۔ ان تین باتوں کو جرنلزم کی ABC کہا جاتا ہے۔

A - accuracy بالکل درست، سچائی کے قریب تر۔

B - bravity اختصار کے ساتھ۔

C - clarity واضح اظہار۔

خبر کا ڈھانچہ

خبر لکھتے وقت کسی واقعہ کے بارے میں تمام بنیادی سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انگریزی میں ان سوالوں کو 5-Ws اور 1-H کہا جاتا ہے۔ یعنی کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے۔

ان تمام سوالوں کا جواب خبر کے شروع میں دینا ہوتا ہے۔ اسی لئے خبر کے ڈھانچے کو اُلٹا اہرام "Inverted Pyramid" کہتے ہیں۔ یعنی اس کا مضبوط ترین حصہ سب سے اوپر اور کمزور ترین حصہ سب سے نیچے ہوتا ہے۔ اطلاعات کو اس ترتیب سے خبر کا حصہ بنایا جاتا ہے کہ اہم ترین بات سب سے اوپر ہو اور پھر اہمیت کے لحاظ سے کم اہم اطلاعات نیچے آتی جائیں تاکہ اگر کسی ہنگامی ضرورت کی وجہ سے خبر کی جسامت کم کرنی پڑے تو اہم حصہ متاثر نہ ہو۔ خبر کی اس انداز میں تحریر سے قارئین کو یہ آسانی رہتی ہے کہ اگر وہ خبر کا کچھ حصہ پڑھنے کے بعد اسے چھوڑنا چاہیں تب

بھی انھیں معلوم ہو چکا ہو کہ اصل اسٹوری کیا ہے۔ اس سے لوگوں کو یہ سہولت بھی رہتی ہے کہ وہ خبر کو صرف اس حد تک پڑھیں جس حد تک تجسس یا دلچسپی ان کا ساتھ دے اور خود کو اس بات کا پابند محسوس نہ کریں کہ اصل بات تک پہنچنے کے لئے انھیں وہ تمام تفصیلات بھی پڑھنی ہوں گی جو ان کے خیال میں فضول ہیں۔ حالانکہ بہت سے لوگ ان تفصیلات کو بھی شوق سے پڑھنا چاہیں گے۔

خبر اور عام کہانی میں فرق

خبر، افسانے یا کہانی کی ضد ہوتی ہے۔ افسانہ یا کہانی نگار انجام (کلائمکس) کو آخری وقت تک روک کر رکھتا ہے۔ یہ اس کی مجبوری ہے۔ اگر پڑھنے والے کو شروع میں کہانی کے انجام کا پتہ چل جائے تو وہ آگے پڑھ کر اپنا وقت کیوں ضائع کرے گا۔ خبر کی تحریر اس کے بالکل الٹ ہے۔ بہترین انداز میں لکھی ہوئی خبر وہ ہوتی ہے جو پہلے دو جملوں میں اپنے سسپنس کو توڑ دے اور پڑھنے والے کے ذہن میں کوئی سوال باقی نہ رہے۔ کوئی رپورٹر اپنے پڑھنے کے لئے خبر نہیں بناتا اس لئے رپورٹر کتنا بھی باکمال با صلاحیت اور اپنے شعبے کا ماہر ہو اسے خبر تحریر کرتے وقت اپنی عقل اور فہم سے زیادہ اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس کی خبر ایک عام آدمی کی علمی استعداد سے کس قدر مطابقت رکھتی ہے۔ خبر کو لفظوں کے اعتبار سے مختصر مگر معانی کے اعتبار سے جامع ہونا چاہیئے اس لئے ایک اچھا رپورٹر الفاظ کے استعمال میں کنجوس ہوتا ہے اور بار بار خبر کو پڑھ کر سوچتا ہے کہ اس میں سے مزید کون سا لفظ کم کیا جا سکتا ہے۔

غیر جانبداری اور توازن

جو بڑے اخبارات اطلاعات عوام تک پہنچانے میں غیر جانبداری اور توازن کو اہم محرک سمجھتے ہیں عوام ان کی بہت قدر کرتے ہیں۔ کسی اخبار کا اہم ترین سرمایہ اس کی خبروں پر عوام کا اعتماد ہوتا ہے۔ اگر چہ ہر اخبار کا ایک الگ مجموعی نکتہ نظر ہو سکتا ہے تاہم عام طور سے اخبارات میں تبصروں اور تجزیوں کے لئے ایک الگ سیکشن ہوتا ہے۔ تبصروں اور تجزیوں کو کسی بھی حالت میں خبر کے طور پر پیش نہیں کیا جانا چاہیئے اور ذاتی رائے کو خبر کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ اگر کبھی ایسی ضرورت پیش آ جائے تو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ رپورٹر کی ذاتی رائے ہے۔ خبر میں اضافی صفت، محاوروں اور استعارے کنایوں کے استعمال کا انحصار اخبار کی ادارتی پالیسی پر ہوتا ہے۔

لفظوں کا استعمال

صحافتی اندازِ تحریر کا مطلب ہر بات کو اختصار کے ساتھ منکشف کرنا ہے جس میں لفاظی کا سہارا لینے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ طے شدہ اصول ہے کہ اگر آسان اور مختصر لفظ سے کام چل سکتا ہے تو اس کی بجائے طویل لفظ استعمال نہیں ہوگا۔ طویل جملے بات کو الجھاتے ہیں اور پڑھنے والے کو اکتاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے جملے مختصر ہونے چاہئیں۔ خبر میں لفظوں کے چناؤ کو اہم ترین حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھا جانا چاہیئے کہ ایک لفظ بار بار استعمال نہ ہو جسے Echo یا Word Mirror کہا جاتا ہے۔ لفظوں کا بے دریغ استعمال بھی اردو صحافت کی ایک بہت بڑی خامی ہے۔ اخبار پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا رپورٹر نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ آج وہ ہر اس لفظ کو استعمال کرے گا جو اسے یاد ہے۔ وہ اپنی اس کوشش میں خود اپنی خبر کی تردید کرتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً "نواب شاہ کے قریب دو بسوں کے خوفناک تصادم میں تین افراد شدید زخمی ہو گئے جنھیں مقامی ہسپتال میں مرہم پٹی کے بعد فارغ کر دیا گیا"۔ دو بسوں میں لگ بھگ ایک سو افراد سوار ہوتے ہیں یہ "کیسا خوفناک" حادثہ تھا جس میں صرف تین افراد زخمی ہوئے اور یہ کیسے "شدید زخمی" تھے کہ جنھیں ابتدائی مرہم پٹی کے بعد گھر بھیج دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ نہ تو یہ حادثہ خوفناک تھا اور نہ اس میں کوئی شدید زخمی ہوا۔

Lead یا (Lede) یا Intro

خبر کے ڈھانچے کا سب سے مضبوط حصہ لیڈ یا انٹرو ہوتا ہے۔ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ امریکہ میں لیڈ کہا جاتا ہے اور برطانوی اسے انٹرو کہتے ہیں۔ خبر کے ناگزیر حقائق کا مختصر اور بالکل واضح بیان ایک موثر انٹرو ہوتا ہے جس سے خبر شروع ہوتی ہے۔ اس میں کوئی الجھاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر انٹرو پہلے ہی جملے میں ختم ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے ورنہ دو جملے بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ ان میں بیس سے پچیس الفاظ کا استعمال آئیڈیل سمجھا جاتا ہے۔ اہم نکات کو سب سے پہلے لینے یعنی Top Loading کے اصول کا اطلاق صرف انٹرو یا لیڈ پر ہوتا ہے۔ طویل جملے انٹرو کے حجم کو خراب کر دیتے ہیں اور کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ بات بتانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اصول یہ ہے کہ انٹرو میں 5-Ws کا جواب موجود ہونا چاہیئے لیکن اس کے باوجود کچھ

خبریں ایسی ہو سکتی ہیں جو اس اصول پر پوری نہ اتر سکیں۔ بے ترتیب اہرام کے لئے "bury the lead" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اہرام کو الٹا کر دیا جائے۔ اہم ترین اطلاعات کو چھوڑ کر کسی خبر کو ثانوی اہمیت کی حامل اطلاعات سے شروع کیا جائے اور پڑھنے والا مجبور ہو کر وہ اصل بات کو سمجھنے کے لئے چند جملوں کی بجائے پوری تفصیل پڑھے۔

نیوز لیڈ دو طرح کی ہوتی ہے (1) Hard Leads and (2) Soft Leads ہارڈ لیڈ کسی اسٹوری کا مفصل احوال ہوتا ہے جس سے پڑھنے والے کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس خبر میں کیا کچھ بتایا جائے گا۔ سافٹ لیڈ موضوع کو زیادہ تخلیقی اور توجہ طلب انداز میں متعارف کراتی ہے اور اس کے بعد عام طور پر حقائق کی مختصر سمری بیان کی جاتی ہے جسے Nut Graph کہا جاتا ہے۔ ذیل میں دو مثالوں سے آپ کو ہارڈ اور سافٹ لیڈ میں فرق محسوس ہوگا۔

Hard Lead - ناسا نے ایک اور خلائی منصوبہ تجویز کیا ہے۔ ایجنسی نے آج حکومت سے بجٹ کی جس درخواست کا اعلان کیا ہے اس میں ایک اور انسان کو چاند پر بھیجنے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ ناسا کو امید ہے کہ وہ اس بار خلاء میں ایک ایسا پلیٹ فارم بنائے گی جسے اس قسم کی دوسری کوششوں کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔

Soft Lead - انسان ایک بار پھر چاند پر جائے گا۔ ناسا نے یہ اعلان اس منصوبے کے لئے حکومت سے 10 کھرب ڈالر مختص کرنے کی اپنی درخواست میں کیا ہے۔

ایمانداری کے ساتھ عوام کی ترجمانی

چند لمحوں کے لئے ان دو سوالوں پر غور کیجئے:

☆ خبر کن لوگوں سے متعلق ہے؟

☆ خبر کون پڑھتا ہے؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی شخص کے بارے میں خبر بن سکتی ہے مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے کے اہم لوگ یعنی سیاستدان، حکومت چلانے والے، بڑے جاگیردار، معیشت پر چھائے ہوئے بزنس مین، پولیس و فوج کے اعلیٰ عہدیدار ہی خبر بنتے ہیں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص خبر پڑھتا ہے یعنی معاشرے کے با اثر ترین افراد، ملازمت پیشہ لوگ، روزانہ کی بنیاد پر روزی کمانے والے محنت کش، طلب، بیروزگار افراد، اعلیٰ سرکاری افسر، شہروں اور گاؤں دیہات کے غریب لوگ، ہاری کاشتکار اور ان طبقوں کے درمیان زندہ رہنے والے۔ خطرہ یہ رہتا ہے کہ خبر حکومت چلانے والوں کی جانب سے عام لوگوں تک اطلاعات و خیالات کے یک طرفہ بہاؤ کی صورت اختیار نہ کر لے۔ صحافیوں کی ایک اہم ذمہ داری اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ اطلاعات کا بہاؤ دونوں جانب رہے۔ عوام کو یہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کے حوالے سے کیا فیصلے کئے جا رہے ہیں اور ان فیصلوں کا ان کی زندگی پر کیا اثر پڑے گا۔ اسی طرح سیاسی قائدین کے لئے بھی یہ جاننا ضروری ہوتا ہے کہ عام لوگ کیا سوچتے ہیں، کن حالات میں زندگی گزارتے ہیں تا کہ حقیقت بروقت ان کی آنکھوں کے سامنے رہے۔ اس بارے میں انسانی دلچسپی کی حامل خبریں دی جا سکتی ہیں۔ عام لوگوں کے لئے دوسرا طریقہ 'ایڈیٹر کے نام خط' کا ہے جسے مراسلہ بھی کہتے ہیں۔ یہ بہت اہم صفحہ ہوتا ہے جسے پڑھ کر لوگوں کی سوچ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

باب-8

خبروں کا ایک اور مفید ذریعہ

خبروں کا ایک اور کار آمد ذریعہ جسے عام طور سے الیکٹرانک میڈیا استعمال کرتا ہے vox pop ہے اس میں تحقیق کے جذبے سے سرشار صحافی گلیوں اور بازاروں میں عام لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور مختلف معاملات پر ان کی رائے معلوم کرتے ہیں۔ اصل میں یہ لاطینی زبان کا لفظ vox populi ہے جو انگریزی زبان میں آ کر "the voice of the people" بن گیا۔ یہ ٹیکنیکل اصطلاح ہے جو صرف میڈیا کے دفاتر میں استعمال ہوتی ہے اس لئے عام لوگوں کے لئے اسے سروے کہنا چاہیئے۔

میڈیا vox pops کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے۔ چند بڑے مقاصد یہ ہیں:

1- لوگوں کی رائے اور ردعمل کو جانچنا

2- عوامی رائے کی بنیاد پر فیصلہ سازی کا اختیار رکھنے والوں پر دباؤ ڈالنا

3- مستقبل قریب میں رونما ہونے والے واقعات کے نتائج کی پیش گوئی کرنا اور

4- کسی مخصوص معاملے پر عوام کے درمیان بحث میں تیزی لانا

افادیت کے باوجود عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے اس قسم کے سروے ہمارے ہاں زیادہ عام نہیں ہیں۔ کچھ اخبارات فون کے ذریعے سروے کرتے ہیں۔ لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ کسی مخصوص معاملے کے بارے میں اپنی رائے فون کے ذریعے ریکارڈ کرائیں یا ایس ایم ایس بھیجیں۔ بہت کم تعداد میں عام لوگ اپنی رائے دے پاتے ہیں۔ اس قسم کے vox pops' سچے اصل مقصد کو پورا نہیں کر سکتے کیونکہ فون یا ایس ایم ایس کرنے والے عام لوگ نہیں بلکہ زیادہ تر مخصوص گروپ ہوتے ہیں۔

صحافی کی پیشہ ورانہ ذمہ داری ہے کہ وہ خبر کو پوری سچائی اور دیانتداری کے ساتھ پیش کرے۔ اسے حقائق میں معمولی سا رد و بدل بھی نہیں کرنا چاہیئے اور پوری ایمانداری کے ساتھ وہی

بات آگے پہنچائی چاہیئے جو کہی جا رہی ہے اور وہ اپنے کانوں سے سن رہا ہے۔ عوام کیا سوچتے ہیں اس بارے میں vox pops میں غلط تاثر دینا بہت آسان ہوتا ہے اور ایسی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ واکس پاپس سے درست نتائج حاصل کرنے کا انحصار پوری غیر جانبداری سے پوچھے جانے والے سوالوں پر ہوتا ہے۔ ایسے سوال جن کا مقصد کوئی مخصوص جواب حاصل کرنا ہو 'loaded questions' کہلاتے ہیں۔ اگر آپ لوگوں سے سوال کریں کہ "کیا مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے پاکستان کو بھارت پر حملہ کر دینا چاہیئے؟" جواب ہوگا "نہیں"۔ اب یہی سوال ذرا مختلف انداز میں کریں "کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان جذبہ جہاد سے سرشار ہو جائے تو ہم مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرا سکتے ہیں؟" جواب ہوگا "ہاں"۔ دونوں سوال ایک جیسے ہیں مگر جواب الگ الگ ہے۔

کچھ شاطرانہ سوال ہوتے ہیں جن میں وضاحت کی گنجائش نہیں چھوڑی جاتی۔ اگر آپ کسی شخص سے سوال کریں کہ "کیا آپ نے اپنی بیوی پر تشدد بند کر دیا ہے؟" اس کے پاس کیا جواب ہے؟ اگر وہ کہتا ہے "ہاں" تو اس کا مطلب ہے وہ قبول کر رہا ہے کہ وہ بیوی پر تشدد کرتا رہا ہے۔ اور اگر وہ کہتا ہے "نہیں" تو صاف ظاہر ہے کہ وہ ابھی تک بیوی کے ساتھ مار پیٹ کر رہا ہے۔ اس سوال میں وضاحت کی گنجائش نہیں چھوڑی گئی جو بالکل غلط ہے۔ تمام سوال ایسے ہوں جن کے جواب سے لوگوں کی سوچ کی درست انداز میں ترجمانی ہو سکے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس میں معاشرے کے مختلف طبقات شامل ہوں۔ ایک مخصوص طبقے سے سوال پوچھ کر منصفانہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

جلسوں میں تقاریر کی رپورٹنگ

جلسوں میں تقاریر کی رپورٹنگ صبر آزما اور توجہ طلب کام ہے۔ بہت سے مقررین ایک ہی جیسی بات کرتے ہیں۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر مقرر کی اہم باتوں کے پوائنٹس نوٹ کئے جائیں اور جو پوائنٹس زیادہ اہمیت کے حامل ہوں ان پر نشان لگاتے جائیں تا کہ انھیں شروع میں کور کیا جا سکے۔ جلسے میں شامل لوگوں کا تعلق کن طبقات سے ہے اس کا ذکر کریں۔ اس بات پر نظر رکھیں کہ شرکا میں جوش و خروش ہے یا وہ بے دلی سے تقریریں سن رہے ہیں اس سے اندازہ ہوگا کہ انھیں

زبردستی یہاں لایا گیا ہے یا وہ اپنی مرضی سے آئے ہیں۔ لوگوں کی تعداد کا درست تخمینہ لگائیں۔ اس کے لئے دوسرے ساتھیوں سے مشورہ مفید ہوگا۔ خطاب کرنے والے کن معاملات کو اہمیت دے رہے ہیں اس پر خصوصی توجہ دیں۔

ماحولیات

ماحول کا تعلق براہ راست ہماری زندگی سے ہے اس کے باوجود اس شعبے پر سب سے کم توجہ دی جاتی ہے۔ اخبارات میں خال خال ایسی خبریں نظر آتی ہیں جن کا تعلق ماحول سے ہو۔ دھواں، گرد و غبار، کیمیکلز، کیمیاوی کھادیں، فیکٹریوں کارخانوں سے زہریلے فضلے کا اخراج، دریاؤں اور نہروں کے پانی کو آلودہ کرنا، جنگلات کی تباہی اور اس سے جنگلی حیات کا خاتمہ، یہ سب مسائل ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ گاؤں دیہات تو درکنار بڑے شہروں کے لوگوں میں بھی ابھی تک ماحول کو محفوظ بنانے کے بارے میں زیادہ شعور پیدا نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ ہماری اپنی ترجیحات ہیں۔ ہمارے جنگلات میں بہت سے پرندے نایاب ہوتے جا رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب یہ صرف کتابوں میں زندہ رہ جائیں گے اس لئے کہ جنگلات ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ ماحول پر توجہ دینا ہر صحافی کی ذمہ داری ہے۔ کہیں بھی اگر کوئی ایسا کام ہو رہا ہے جو ماحول کے لئے نقصان دہ ہے تو صحافیوں کو اس جانب توجہ مبذول کرانی چاہیئے کیونکہ اس کا تعلق ہماری آنے والی نسلوں سے ہے۔

حادثات کی خبریں

حادثات ہماری زندگی سے جڑے ہوئے ہیں۔ کہیں مکان گر گیا، کہیں دیوار گر گئی تو کہیں چھت۔ کہیں گاڑی الٹ گئی، کہیں دو بسوں میں تصادم تو کہیں ٹرین پٹڑی سے اتر گئی۔ یہ روزمرہ کی خبریں ہیں۔ یہ خبریں کبھی بہت بڑی ہوتی ہیں اور کبھی بہت چھوٹی جو ہم اکثر اخبارات میں پڑھتے ہیں۔ ان خبروں کی اہمیت بھی ہوتی ہے اور دلچسپی بھی۔ انسانی زندگی کا نقصان کسی بھی شکل میں ہو اس سے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر بڑے شہروں کو آپس میں ملانے والی کسی شاہراہ پر دو بسوں کے درمیان تصادم ہو جائے تو ان کے ڈیٹیلز کا ذکر خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یعنی کون سی بس کہاں سے روانہ ہو کر کہاں جا رہی تھی اور اس کا رجسٹریشن نمبر کیا تھا، اس میں کتنے مسافر سوار

تھے۔ کتنے لوگ جاں بحق یا زخمی ہوئے، ان کے مکمل نام اور عمر اور جن شہروں سے ان کا تعلق ہے اس کی مختصر تفصیل۔ حادثے کی وجہ بیان کرنا بہت اہم ہوتا ہے تا کہ ذمہ داری کا تعین کیا جا سکے۔ حادثے کا وقت کیا تھا اور امدادی کام کتنی دیر بعد ممکن ہو سکا اور پھر جب زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں کیا صورت حال تھی۔ یہ سب نکات خبر کا حصہ ہونے چاہئیں۔

کاروبار اور زراعت

بڑے شہروں میں بزنس رپورٹنگ ایک انتہائی وسیع فیلڈ ہے جہاں ملٹی نیشنل کمپنیاں بینکوں کے صدر دفاتر، بڑی صنعتیں، اسٹاک ایکسچینج درآمدی و برآمدی ادارے اور کامرس اینڈ انڈسٹریز کے چیمبرز کام کرتے ہیں۔ میڈیا کو بروقت اطلاعات فراہم کرنے کے لئے ان کے اپنے شعبے متحرک رہتے ہیں۔ چھوٹے شہروں میں زرعی معیشت اہم ترین شعبہ ہوتا ہے۔ فصلیں دو تین مراحل طے کر کے شہروں تک پہنچتی ہیں۔ فصلیں کیسی ہوئی ہیں۔ پیداوار میں کمی بیشی، زرعی اجناس کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ۔ کھاد اور کیڑے مار ادویات کی صورت حال، جدید زرعی ٹیکنالوجی کا استعمال، بائیو ٹیکنالوجی پر انحصار کی کیفیت، فصلوں کی بیماری سے پیدا ہونے والا بحران، موسمی سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار اور مانگ، ان کی قیمتوں میں اچانک کمی یا زیادتی کے اسباب، لائیو اسٹاک کی پوزیشن اور اس سے ملحقہ شعبے اتنی وسیع فیلڈ ہے جس کے بارے میں روزانہ خبریں دی جا سکتی ہیں جو بہت اہمیت کی حامل ہوں گی۔

اگر چاول یا گندم کی فصل اچھی نہیں ہوئی تو یہ خبر ہر گھر میں موضوع بحث ہوگی اور ہر فرد اس سے پریشان ہوگا۔ شہری رپورٹر کے پاس دوسرے مرحلے میں یہ خبر آئے گی۔ اس لئے چھوٹے ضلعی مراکز میں کام کرنے والے رپورٹرز کو زراعت کے ہر گوشے پر توجہ دینی چاہیئے۔ یہ رپورٹرز اگر تھوڑی سی سمجھداری، محنت اور ہمت سے کام لیں تو ایسی بڑی بڑی خبریں نکال سکتے ہیں جو اخبارات میں صفحہ اول پر شائع ہونے کے لائق ہوں گی۔

2010ء کے سیلابوں نے ہماری معیشت کو ہلا کر رکھ دیا، اربوں روپے کی فصلیں ڈوب گئیں، ہزاروں مویشی ہلاک ہو گئے لیکن عجیب بات ہے کہ بپھرے ہوئے دریاؤں کی تباہ کاریوں پر تبصرے کے لئے گاؤں دیہات سے کوئی تجزیہ کار ٹی وی اسکرین پر نظر نہ آ سکا اور پوری

قوم ایسے "شہری عقلمندوں" کے تجربے سے خالی رہی جنھوں نے آج تک کسی کھیت کھلیان میں پاؤں تک نہیں رکھا تھا۔زرعی معیشت اور صنعتی معیشت کی رپورٹنگ میں یہ ایک خلاء ہے جسے شہری رپورٹرز کبھی پُر نہیں کر سکتے اس کے لئے دیہی علاقوں کے رپورٹرز کو آگے آنا ہوگا۔

پریس کانفرنس

پریس کانفرنس کسی ادارے، یونین، تنظیم، سیاسی جماعت یا سول سوسائٹی کے کسی گروپ کی جانب سے کسی خاص معاملے پر موقف کے تفصیلی اظہار کے لئے کی جاتی ہے یا کوئی وزیر مشیر ہنگامی طور کسی وضاحت کے لئے یا اچانک پیش آنے والی کسی صورت حال پر حکومتی ردعمل ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں۔عام طریقہ یہ ہے کہ پہلے پریس کانفرنس کرنے والی شخصیت اظہار خیال کرتی ہے اور پھر رپورٹرز کو دعوت دی جاتی ہے کہ اگر ان کے ذہن میں کوئی سوال ہو تو پوچھیں۔اس طرح مختلف رپورٹرز سوال کرتے ہیں جن کا جواب دیا جاتا ہے۔طے شدہ اصول یہ ہے کہ سوال کا تعلق اسی موضوع سے ہونا چاہیئے جس کے حوالے سے پریس کانفرنس ہو رہی ہے، لیکن خطاب کرنے والے کی اجازت سے کوئی دوسرا سوال بھی پوچھا جا سکتا ہے۔

یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جو سوال ایک دفعہ پوچھا جا چکا ہے اسے دہرایا نہ جائے البتہ کوئی ضمنی وضاحت پوچھی جا سکتی ہے. پریس کانفرنس کرنے والی شخصیت کسی سوال کے جواب میں "No Comments" کہہ دے تو اصولی طور پر بات ختم سمجھنی چاہیئے۔اس کا ذکر خبر میں بھی کیا جا سکتا ہے۔مگر کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی مخصوص سوال کا جواب ضرور دے۔نہ اس سے کوئی تکرار یا بحث نہیں کی جا سکتی ہے۔

باب-9

اخلاقیات صحافت

بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ صحافت کی اخلاقیات میں بھی کچھ تبدیلیاں آئی ہیں جن کا بڑی حد تک تعلق آزادی اظہار رائے سے ہے۔معاشرتی جبر، کاروباری مفادات یا سیاسی دباؤ کی وجہ سے آج میڈیا مکمل سچ بولنے سے قاصر ہے۔ہم دوسروں کو تحمل رواداری اور تنقید برداشت کرنے کا درس دیتے ہیں مگر اپنے اوپر تنقید برداشت نہیں کرتے۔خود کو مقدس گائے سمجھنے کی اس سوچ نے ہمارے اندر لاتعداد خامیاں پیدا کر دی ہیں۔اخلاقیات صحافت بہت وسیع موضوع ہے جس پر کافی کچھ کہا اور لکھا جا سکتا ہے لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ سب سے پہلے خود صحافی برادری کو اس پر متفق ہونا پڑے گا جو خود بری طرح سے تقسیم کا شکار ہے اور اپنے اپنے نظریات کی بنیاد پر اخلاقی حدود کا تعین کرنا چاہتی ہے۔کسی اداکار یا آرٹسٹ کی کوئی تصویر کچھ لوگوں کی نظر میں اخلاقی حدود سے تجاوز ہو سکتی ہے مگر سب لوگ ایسا نہیں سوچیں گے۔یہ ایک لمبی بحث ہے جس پر اس مختصر میٹریل میں سیر حاصل بحث نہیں ہو سکتی۔ہم صرف خبری اخلاقیات کا ذکر کریں گے۔

خبر کے لئے ضروری ہے کہ وہ جائز طریقے سے حاصل کی گئی ہو۔مثال کے طور پر اگر کسی رپورٹر نے کسی اعلیٰ حکومتی عہدیدار کے دفتر میں اتفاق سے کوئی ایسی کانفیڈنشل رپورٹ دیکھ لی ہے جو ایک بڑی خبر بن سکتی ہے تو اجازت کے بغیر اسے یہ خبر نہیں بنانی چاہیئے۔اسی طرح اگر کسی اہم شخصیت سے ہونے والی رسمی گفتگو کو آپ خبر کی بنیاد سمجھتے ہیں تو اس پر یہ بات آپ کو واضح کرنا ہوگی اور بتانا ہوگا کہ آپ اس گفتگو سے خبر بنانا چاہتے ہیں۔اگر وہ اس کی اجازت نہ دے تو آپ کو اس کی رائے کا احترام کرنا ہوگا ورنہ اعتماد کے تعلقات مجروح ہوں گے۔رپورٹرز مختلف سرکاری اور سیاسی ذرائع سے خبریں حاصل اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔تعاون کا یہ ایک جاری رہنے والا عمل ہوتا ہے۔اگر کوئی ذریعہ کسی اطلاع کی تصدیق کرتے ہوئے درخواست کرے کہ اس کی شناخت ظاہر نہ کی جائے تو اس کی بات ماننا ضروری ہوگا ورنہ آئندہ یہ ذریعہ آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

اگر کسی ریستوران یا نجی تقریب میں چند سیاستدان آپس میں کوئی ایسی گفتگو کر رہے ہیں

جس کا تعلق حکومتی پالیسیوں سے ہے اور اس حقیقت سے غافل ہیں کہ آس پاس کوئی صحافی بھی موجود ہے جو ان کی گفتگو کو سن رہا ہے تو کیا اس کی بنیاد پر خبر دی جا سکتی ہے؟ اخلاقی تقاضا اس کی نفی کرتا ہے۔مگر چند سال قبل میں نے ہانگ کانگ میں ایک فورم کے میں فنانشل ٹائمز کی (اس وقت) ایگزیکٹو ایڈیٹر Beverly keez سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا ہم اہم شخصیات کی آپس میں ہونے والی بات چیت کو خبر کی بنیاد بنا سکتے ہیں جبکہ گفتگو کرنے والوں کو ہماری موجودگی کا علم نہ ہو۔انھوں نے جواب دیا "اگر ہم گفتگو اور اس کے پس منظر سے اچھی طرح واقف ہیں تو خبر بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ سر عام اہم بات چیت سے گریز بنیادی طور پر ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو خود احتیاط نہیں کر رہے۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی گفتگو کو سن رہا ہے یا نہیں"۔اگر کیز کے موقف کو درست مان لیا جائے تب بھی یہ سوال اپنی جگہ رہ جائے گا کہ ایسی خبر کس ذریعے سے دی جائے گی اور تصدیق کون کرے گا۔اس لئے مناسب ہوگا کہ چوری چھپے سنی جانے والی گفتگو کی مزید تحقیق کی جائے اور بعض دوسرے ذرائع تصدیق کر لی جائے۔اس طرح خبر زیادہ قابل اعتبار ہو جائے گی۔

خبر چھاپنے کے لئے پیسے لینا صحافتی اخلاقیات کے سراسر منافی ہے۔یہ ایک طرح کی رشوت ہے۔قیمتی تحفہ بھی رشوت میں شمار کیا جائے گا۔پوری دنیا میں مختلف ادارے اور افراد صحافیوں کو مختلف موقعوں پر تحائف بھیجتے ہیں مگر اس کی قیمت کی ایک حد مقرر ہوتی ہے اس سے زیادہ قیمت کا تحفہ رشوت میں شمار ہوگا۔حکومتی عہدیداروں یا سیاسی رہنماؤں سے کسی ناجائز کام کے لئے سفارش کرانا بھی اخلاقیات کے خلاف ہے۔

سیاسی وابستگی

صحافی کی سیاسی وابستگی کو کسی صورت میں قبول نہیں کیا جا سکتا حالانکہ پاکستان کے موجودہ حالات میں چند ہی صحافی ایسے ہوں گے جن کی غیر جانبداری کی قسم کھائی جا سکے۔صحافی کی اپنی کوئی بھی سیاسی سوچ ہو سکتی ہے لیکن اسے اپنے عمل سے اس کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔اس کا سیاسی کردار صرف اس حد تک ہے کہ وہ الیکشن میں اپنی پسند کی پارٹی کے امیدوار کو ووٹ ڈال دے۔اسے اس امر کو ہر وقت یقینی بناتے رہنا چاہیئے کہ خبر میں کسی سیاسی وابستگی کی جھلک نظر نہ آئے۔جن

صحافیوں کی سیاسی وابستگی سب پر عیاں ہو ان پر مخالف سیاسی جماعتیں مشکل سے ہی اعتبار کرتی ہیں اس طرح ان کا پیشہ ورانہ کردار محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور ان کی خبریں بھی معتبر نہیں سمجھی جاتیں ۔البتہ مسلک یا عقیدہ سب پر ظاہر ہوتا ہے مگر اس حوالے سے بھی کسی انتہاپسند رویے کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔

صحت مند مقابلہ

صحافیوں کے لئے مقابلے کی دوڑان کے پیشے کا تقاضا ہے ۔ہر صحافی کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے آگے رہے اور سب سے پہلے خبر اس کو ملے ۔مگر یہ مقابلہ صحت مند ہونا چاہیئے ۔اپنے کسی ساتھی کو خبر سے محروم رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا، کسی دوسرے کو اسے خبر دینے سے منع کرنا ۔مختلف طریقوں سے اسے غلط معلومات فراہم کرنا یا دوسروں کو اس کی اسٹوری کی تردید کے لئے اکسانا، یہ سب مقابلے کی صحت مند دوڑ کے منافی طریقے ہیں جن کی ہرگز حوصلہ افزائی نہیں کی جانی چاہیئے۔

باب-10

قانون اور صحافی

صحافیوں کو وہ تمام قوانین اچھی طرح سے معلوم ہونے چاہئیں جن کا اطلاق کسی بھی دانستہ یا نادانستہ کوتاہی کی صورت میں ان پر ہو سکتا ہے ۔پاکستان کے صحافیوں کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں عوام کی اکثریت ان بنیادی حقوق سے ناواقف ہے جو آئین کے تحت انھیں حاصل ہیں ۔میڈیا خود بھی ان قوانین کا زیادہ چرچا نہیں کرتا کہ اسی میں اس کی عافیت ہے، ورنہ آج میڈیا لوگوں کی نجی زندگی اور نجی معاملات میں جس وحشیانہ طریقے سے مداخلت کرتا ہے اور لوگوں پر جس طرح بغیر کسی ثبوت کے الزامات لگا کر ان کی عزت اچھالی جاتی ہے اگر کسی دوسرے جمہوری ملک میں ایسا ہو تو شائد عدالتوں میں کسی اور مقدمے کی سماعت کی نوبت ہی نہ آئے اور روزانہ چار پانچ صحافی یا تو ہاتھ جوڑ کر ان "متاثرین صحافت " سے معافی مانگ رہے ہوں یا سزا کاٹنے جیل جا رہے ہوں ۔

سب سے پہلے ہتک عزت کا قانون ۔اگر کوئی رپورٹر اپنی خبر میں کسی پر کوئی ایسا الزام لگائے جو متاثرہ شخص کے خیال میں غلط یا بے بنیاد ہے تو وہ اس رپورٹر کے خلاف عدالت میں ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر سکتا ہے ۔اس صورت میں عدالت اسے ،اس کے اخبار کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر کو نوٹس بھجوا کر طلب کرے گی اور الزامات ثابت کرنے کے لئے کہا جائے گا ۔اب تین آپشنز موجود ہوتے ہیں ۔1) صحافی الزامات کے ثبوت عدالت کے سامنے پیش کر دے جو آسان کام نہیں ۔2) اپنی خبر کی غیر مشروط طور پر تردید کر دے یا 3) اثر ورسوخ کے ذریعے یا کسی ایسے فرد کو بیچ میں ڈال کر جس کے دونوں فریقوں سے اچھے تعلقات ہوں متاثرہ شخص کو مقدمہ واپس لینے پر آمادہ کر لیا جائے ۔آخری دو صورتیں بھی شرمندگی کا باعث ہوتی ہیں ۔اس سے اخبار اور صحافی دونوں کی ساکھ متاثر ہوتی ہے ۔

اسی طرح اگر کوئی صحافی کسی کاروباری ادارے کی پراڈکٹ کے بارے میں کوئی ایسی خبر دیتا ہے جس سے اس پراڈکٹ کی فروخت متاثر ہو تو یہ ایک سنگین معاملہ ہے ۔ادارے کو چند روز کے

اندر کروڑوں کا نقصان ہو سکتا ہے، چنانچہ یہ ادارہ بھی انصاف کے لئے عدالت سے رجوع کرے گا اور اپنے کاروبار کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ بھی طلب کرے گا ۔اس لئے کاروباری اداروں کے بارے میں خبریں بہت احتیاط کے ساتھ دی جانی چاہئیں ۔

کچھ اور قوانین بھی موجود ہیں جن سے آگاہ رہنا ضروری ہے ۔اگر کوئی شخص رپورٹر کی کسی خبر سے مشتعل ہو کر کسی کو قتل کر دے تو اس کے خلاف مقدمہ درج کرایا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی خبر اشتعال کا باعث بنی ۔توہین عدالت کا قانون بھی موجود ہے جو اس وقت حرکت میں آتا ہے جب رپورٹر عدالت میں زیر سماعت کسی مقدمے پر اس انداز میں تبصرہ کرے کہ اس سے عدالت کی غیر جانبداری پر سوال اٹھے ۔یا زیر سماعت مقدمے کے کسی ملزم کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے ۔البتہ اعلیٰ عدلیہ کے بعض ایسے فیصلوں پر رائے زنی کی جا سکتی ہے جن کا تعلق سیاسی یا قومی نوعیت کے معاملات سے ہو مگر یہ تبصرہ بھی نیک نیتی کی بنیاد پر ہو اور جج صاحبان کو متعصب یا جانبدار ثابت کرنے کی کوشش نہ کی جائے ۔اگرچہ تبصرے کے حوالے سے صحافیوں کو بعض معاملات میں استحقاق حاصل ہے مگر اس حق کو انتہائی سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیئے ۔اسی طرح سرکاری راز افشا کرنے (آفیشل سیکرٹ ایکٹ) بھی موجود ہے جس کا اطلاق بہت کم دیکھنے میں آتا ہے ۔صحافی پر یہ قانون اس وقت لاگو ہوتا ہے جب وہ کسی ایسے سرکاری راز پر سے پردہ اٹھائے جس سے قومی سلامتی متاثر ہونے کا خدشہ ہو ۔اس لئے حساس معاملات کے بارے میں بہت سوچ سمجھ کر خبر دینی چاہیئے بے شک خبر دینے والا ذریعہ اس کی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار ہو۔

باب-11

انٹرویو کافن

انٹرویو دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ٹیلیفونک انٹرویو جو ہم کسی خبر کی تصدیق یا تردید یا تبصرے کے لئے کرتے ہیں۔ اس کے لئے اچانک فون کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور کوئی سوال پہلے سے طے شدہ نہیں ہوتا اسے عام طور سے غیر رسمی بات چیت کہا جاتا ہے۔ انٹرویو کی دوسری قسم بالمشافہ ملاقات ہے جس کے لئے ہم کسی اہم شخصیت یا حکومتی عہدیدار کے ساتھ پہلے سے وقت طے کرتے ہیں اور سوالوں کی فہرست پہلے سے تیار کر لیتے ہیں، کچھ سوال تلخ بھی ہو سکتے ہیں اور جواب دینے والے کے مزاج کو بھی مدِنظر رکھنا پڑتا ہے اس لئے ماحول کو خوشگوار رکھنا بہت ضروری ہے۔

دنیا کے تمام نامور صحافی جنھوں نے اہم شخصیات کو انٹرویو کیا اس بات پر متفق ہیں کہ انٹرویو کے لئے پہلے سے ہوم ورک کر لینا چاہیئے اور جو وقت طے پاچکا ہو اس سے دس پندرہ منٹ پہلے وہاں پہنچ جانا چاہیئے۔ ایک دم سے بات چیت شروع کرنے سے اچھا اثر نہیں پڑتا۔ دو چار منٹ گپ شپ سے ماحول بہتر ہو جاتا ہے۔ اس گپ شپ کا موضوع موسم سے لے کر کسی بڑی بین الاقوامی خبر تک کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

دوران گفتگو آپ کو اہم پوائنٹس لکھتے رہنا چاہیئے مگر یہ کام کلیریکل انداز میں نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر آپ کے پاس ریکارڈنگ ڈیوائس ہے تو انٹرویو دینے والے کی اجازت سے اسے آن کریں تاکہ اس کے علم رہے کہ گفتگو ریکارڈ ہو رہی ہے۔ سوال بالکل واضح ہوں اور اس انداز میں تیار کئے جائیں جن سے آپ کو مفصل جواب مل سکے۔ اگر آپ محسوس کریں کہ انٹرویو دینے والے کو آپ کا کوئی سوال بُرا لگا ہے اور اگلا سوال بھی اس سے ملتا جلتا ہے تو بہتر ہے کہ اسے skip کر جائیں اس طرح موضوع تھوڑا سا بدل جائے گا۔ یہ سوال بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی سوال کا جواب مبہم یا غیر واضح ہو تو اس کی وضاحت کے لئے کہنے میں کبھی شرمندگی محسوس نہ کریں۔ یہ پوری دنیا میں صحافیوں کا معمول ہے کہ وہ بات کو پوری طرح سمجھنا چاہتے ہیں، جس بات کو ہم خود پوری

طرح نہ سمجھیں وہ دوسروں کو کیسے بتائی جا سکتی ہے۔ ایک بہتر انٹرویو کا انحصار بڑی حد تک آپ کی سننے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔

گفتگو کرنے والا زبانی بول رہا ہوتا ہے اس لئے اصل موضوع سے بھٹک جانے کا امکان موجود ہوتا ہے۔ دوران گفتگو اگر وہ کوئی اور دلچسپ بات کہنے لگے تو سن لینی چاہیئے مگر تھوڑی دیر بعد اسے اصل موضوع کی طرف لے آئیں۔ انٹرویو کے دوران ناموں یا اعداد و شمار پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے تاکہ ان میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ تھوڑی سی گفتگو کرنے کے بعد خاموش ہو کر سوچنے لگتے ہیں۔ اس دوران انٹرویو دینے والے پر نظریں ٹکائے رکھنے کی بجائے اپنی کسی دلچسپ بات سے خاموشی کو توڑنا چاہیئے۔ اگر انٹرویو دینے والا کسی سوال کے جواب میں آپ سے کہے کہ 'یہ بات آف دی ریکارڈ ہے' تو اپنا قلم جیب میں رکھ لیں۔ اس طرح آپ پر اس کے اعتماد میں اضافہ ہوگا۔ انٹرویو کے لئے جانے سے پہلے یہ اطمینان کر لیں کہ آپ نے مناسب لباس پہنا ہوا ہے۔ اور ہر زاویے سے آپ کی شخصیت باوقار نظر آ رہی ہے۔ آپ کی وضع قطع اور لباس کا انٹرویو دینے والے پر بہت اثر پڑتا ہے۔

باب-12

ریفرنس اور ریکارڈ

کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے ہماری زندگی میں بے شمار آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اب ہم کتابوں کے ڈھیر اور فائلوں کے انبار پر انحصار نہیں کرتے ہر چیز کمپیوٹر کی مختلف فائلوں میں محفوظ رہتی ہے۔ لوگوں تک اطلاعات درست انداز میں پہنچانے کے لئے ہمیں مختلف حوالوں کی ضرورت رہتی ہے۔ اگرچہ شہروں میں کمپیوٹر کے بغیر رپورٹنگ کا تصور محال ہے مگر دیہی علاقوں میں اس ٹیکنالوجی کو عام ہونے میں مزید کچھ وقت لگے گا۔ مختلف موضوعات کے بارے میں خبروں کا ریکارڈ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ اخبار کے مطالعہ کے وقت بال پین ہاتھ میں رہنا چاہیئے۔ اپنے علاقے سے متعلق تمام خبروں اور مضامین پر نشان لگاتے رہیئے اور پھر جب بھی وقت ملے انھیں قینچی سے کاٹ کر ان پر تاریخ ڈال دیں اور الگ الگ لفافے میں محفوظ کر لیں۔ ہر لفافے کے اوپر اس کا عنوان لکھ لیں۔ پندرہ دن یا ایک ماہ بعد ان تمام خبروں کو فائل میں تاریخ وار چسپاں کرتے جائیں۔ فائل پر بھی وہی عنوان ہونا چاہیئے جو لفافے پر ہے۔ چار چھ ماہ کے بعد آپ کے پاس اچھا خاصا ریکارڈ جمع ہو جائے گا۔ اور پھر جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو اس کی کا اندازہ ہو گا۔ اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

ضمیر نیازی مرحوم کا شمار پاکستان کے ان چند صحافیوں میں ہوتا ہے جو اپنی کتابوں کی شکل میں آنے والی نسلوں کے لئے پاکستان میں صحافتی پابندیوں اور سنسر شپ کی مکمل تاریخ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ کتابیں انھوں نے ایسے ہی تراشوں کی لائبریری سے مکمل کیں۔ ان کے پاس اخباری تراشوں کی صورت میں صحافت کی پوری تاریخ محفوظ تھی۔ بیماری سے انتہائی ضعیف اور ناتواں ہونے کے باوجود انھوں نے اخباری تراشے جمع کرنے کا کام جاری رکھا اور آج ان کی تصانیف کا حوالہ دیئے بغیر پاکستان کی صحافتی تاریخ مکمل نہیں ہوتی۔

باب-13

آزادی صحافت کا تحفظ۔ہماری ذمہ داری

آزادی صحافت دوسری تمام آزادیوں کے تحفظ کی ضمانت ہے۔اس لئے پوری دنیا میں اس آزادی کو بچانے فروغ دینے اور اس کے ثمرات سے فائدہ اٹھانے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔آج اگر ایک ملک میں آزادی صحافت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو پوری دنیا اس پر مضطرب ہو جاتی ہے۔

پاکستان میں آزادی صحافت کا ریکارڈ زیادہ قابل فخر نہیں رہا۔آج ہم جن آزادیوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں،وہ برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔اس آزادی کی خاطر پاکستان کے صحافیوں نے طویل جدوجہد کی،قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور کوڑے بھی کھائے۔اس لئے یہ آزادی ہمیں دل وجان سے عزیز ہے اور اس کی حفاظت سے ہمیں کبھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم ایک جمہوری معاشرے میں سانس لے رہے ہیں مگر اس کے ساتھ معاشرے میں وہ قوتیں بھی زندہ ہیں جن کے پوشیدہ مفادات کو آزادی صحافت پروان نہیں چڑھنے دیتی۔یہ قوتیں ہمیشہ فعال اور سرگرم رہتی ہیں اس طرح ہمارے سر پر خطرے کی تلوار ہمہ وقت لٹکتی رہتی ہے۔ہم اس کا عملی مظاہرہ بھی دیکھتے رہتے ہیں۔قبائلی علاقوں میں کام ری آزادی کے سر پر کرنے والے صحافی زیادہ خطرات کا شکار ہیں اور سب سے زیادہ صحافی انہی علاقوں میں قتل ہوئے۔بلوچستان میں بھی انتہائی نامساعد حالات ہیں جہاں گزشتہ دو تین سالوں میں ہمارے کئی ساتھیوں کو قتل کیا گیا،وفاقی دارالحکومت ہو یا پنجاب یا سندھ،کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں کی زمین صحافیوں کے خون سے سرخ نہ ہوئی ہو۔کراچی میں بار بار صحافیوں پر حملے ہوتے ہیں مگر کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں نہیں آتی۔

یہ صورت حال ہمارے لئے انتہائی تشویش ناک اور آزادی صحافت کے لئے سنگین خطرات کا پیغام دیتی ہے۔حکومت سے مطالبات محض ایک رسم پوری کرنے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اس لئے کہ کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔کتنے بھی کمشن بن جائیں اور تحقیقات ہوں حالات جوں کے

توں رہتے ہیں۔آزادی صحافت کی حامی اور مخالف قوتوں کے درمیان یہ لڑائی مستقبل میں بھی جاری رہے گی۔مخالف قوتوں کے پاس طاقت اور بندوق ہے اور صحافی کے ہاتھ میں فقط ایک قلم۔سوچا جا سکتا ہے کہ نتیجہ کیا نکلے گا۔مگر نتیجہ کچھ بھی ہو جیت ہماری ہی ہوگی۔عزم کے سامنے طاقت بہت کمزور ہوتی ہے۔آزادی صحافت کی حفاظت کے لئے پوری دنیا آواز اٹھا رہی ہے اور یہ عالمی حمایت ہمارے لئے باعث اطمینان ہے۔مگر جو پھل آج ہمارے ہاتھ میں ہے اس کی ہمیں خود حفاظت کرنی ہے۔ایسا نہ ہو کہ کوئی پھر اسے چھین کر لے۔

آزادی صحافت کی خلاف ورزی پر نظر رکھنا

پوری دنیا میں صحافیوں کی لاتعداد تنظیمیں سرگرم عمل ہیں جن کا بنیادی مقصد ہر ملک میں صحافتی آزادیوں کو محفوظ رکھنا ہے۔اس آزادی پر کہیں بھی زد پڑے پابندی کا نشانہ بننے والا اخبار کتنا بھی چھوٹا ہو اور انتقامی کارروائی کا ہدف یا اپنی جان پر کھیل جانے والا صحافی کتنا ہی گمنام ہو یہ تنظیمیں فوراً حرکت میں آتی ہیں اور مختلف چینلوں سے ہوتی ہوئی اس صحافی تک پہنچ جاتی ہیں اور پھر پوری دنیا کو اس واقعہ سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ان تنظیموں کے ساتھ بھی ہم اور آپ جیسے لوگ وابستہ ہیں اور ایک اعلیٰ مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔اب ذرا پاکستان کی صورت حال کا جائزہ لیجئے جہاں آزادی صحافت بروقت خطرات سے دوچار رہتی ہے اور ہمارا عمل کیا ہے؟!ایسے علاقوں میں جہاں صحافیوں کی مجموعی تعداد بارہ پندرہ سے زیادہ نہیں،وہاں بھی ان کے تین تین گروپ بنے ہوئے ہیں۔سوال کیا جا سکتا ہے کہ آخر کیوں؟اس کا آسان جواب ہے پریس کلب کا جھگڑا،جس کی بنیادی غرض وغایت سے ہم واقف نہیں۔ہمیں معلوم ہی نہیں کہ پریس کلب کا رول کیا ہوتا ہے۔ایسی صورت میں ہم آزادی صحافت کی حفاظت کے لئے کیا کردار ادا کر سکتے ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ہم اپنے آپ کو عالمی تنظیموں کے ساتھ جوڑنے کی کوئی شعوری کوشش نہیں کرتے۔اپنی سطح پر کوئی فورم کوئی تنظیم نہیں بناتے۔سر جوڑ کر نہیں بیٹھتے تو پھر ہمارے اس دعوے پر کون یقین کرے گا کہ ہم آزادی صحافت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ہمیں اس تضاد کو چھوڑنا اور اس جمود کو توڑنا چاہیئے تاکہ تیزی سے ان رکاوٹوں کو عبور کریں جو ہمارے آگے بڑھنے میں حائل ہیں۔

ہم سب کو مل کر آزادی صحافت کی پامالی اور خلاف ورزی کے واقعات پر نظر رکھنے کا کوئی

ٹھوس میکنزم بنانا چاہیئے تاکہ اس حوالے سے اطلاعات جمع کر کے بروقت دوسروں تک پہنچائی جائیں اور کوئی متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا جا سکے۔یہ کام سوچنے میں بہت مشکل لگتا ہے مگر کرنے میں زیادہ دشوار نہیں ہے۔صرف ہمت کی ضرورت ہے۔یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہم یہ کام نہیں کریں گے تو کسی دوسرے سے اس کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔جس طرح ہم پریس کلب کے معاملات چلانے کے لئے ایک باڈی بنا لیتے ہیں اسی طرح اگر تین چار صحافی یہ ذمہ داری سنبھال لیں کہ وہ جس علاقے کو اپنے پیشہ ورانہ فرائض کے حوالے سے کور کرتے ہیں اس میں آزادی صحافت کے منافی اقدامات یا واقعات پر نظر رکھیں گے اور حقائق جاننے کی کوشش کریں گے تو ہمارے پاس قابل اعتماد ریکارڈ جمع ہو سکے گا۔

آزادی صحافت کو مانیٹر کرنے کے لئے کمیٹیاں

ہر ضلع کی سطح پر پریس فریڈم مانیٹرنگ کمیٹی بنائی جا سکتی ہے جس میں مختلف علاقوں سے ایک ایک رکن شامل ہو۔یہ کمیٹی آزادی صحافت کی کسی خلاف ورزی کے بارے میں ملنے والے ریکارڈ کی چھان بین کرے اور پھر حقائق کے مطابق رپورٹ تیار کر کے اپنی سفارشات کے ساتھ اسے صحافیوں کی ضلعی تنظیم تک پہنچائے تاکہ وہ مزید عملی اقدامات کر سکے۔ان سرگرمیوں سے عالمی سطح پر صحافی برادری کو آگاہ کرنے اور ان سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کسی ایسے پلیٹ فارم پر رہا جائے جس کی اپنی شناخت اور ساکھ ہو اور جس پر بین الاقوامی ادارے یا تنظیمیں اعتماد کرتی ہوں۔اس حوالے سے تمام معلومات rmnpak@gmail.com پر میل کی جا سکتی ہیں جو بین الاقوامی رابطوں کا حامل نیٹ ورک ہے۔

آزادی صحافت ہمارا ایک مقدس مشن ہے جسے آگے بڑھانے کیلئے ہمیں بروقت تیار رہنا ہے۔یہ جدوجہد جتنی منظم اور فعال ہوگی ہمارے لئے خطرات اتنے ہی کم ہوں گے۔اس لئے اگر کسی بھی جگہ آزادی صحافت کے منافی کوئی اقدام ہوتا ہے یا پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران کسی صحافی پر حملہ ہوتا ہے یا اسے قتل کر دیا جاتا ہے یا اسے اغوا کر لیا جاتا ہے تو اس پر ہر جگہ احتجاج ہونا چاہیئے۔پریس کلب میں ہنگامی اجلاس بلا کر احتجاجی قرارداد منظور کرنی چاہیئے،مزید اقدامات پر غور کرنا چاہیئے اور اجتماعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس کی خبر تمام اخبارات کو بھیجنی چاہیئے۔متاثرہ صحافی کے ساتھ یکجہتی کا یہ بہترین طریقہ ہے۔